ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

2 ربیع الاوّل 1432ھ —— فروری 2011ء

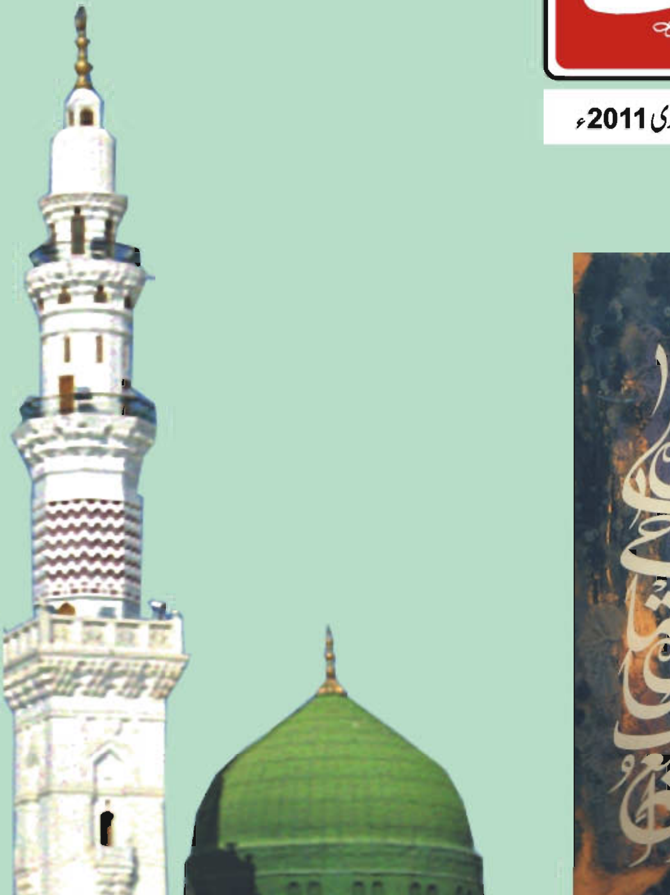

- گورنر پنجاب کا قتل اور اُس کے محرکات
- تحریک ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
- عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت
- گستاخیٔ رسول کی سزا اور گستاخوں کا انجام
- دو بڑے منافق......عبداللہ بن اُبی، عبداللہ بن سبا

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس

۳۳ ویں سالانہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ * جامع مسجد احرار، چناب نگر

زیرِ صدارت
ابن امیرِ شریعت
حضرت پیرجی
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مہمانانِ خصوصی

حضرت مولانا صاحبزادہ **عزیز احمد** صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں ♦ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

پیرِ طریقت مولانا **سید جاوید حسین شاہ** صاحب دامت برکاتہم

درسِ قرآن کریم: بعد نماز فجر
تقاریر: گیارہ بجے تا ظہر

جلوس

حسبِ سابق بعد از ظہر سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجدِ احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35865465 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 2 ربیع الاول 1432ھ — فروری 2011ء

Regd.M.NO,32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

مدیرانِ فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

بانی: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	گورنر پنجاب کا قتل اور اس کے محرکات	مدیر	2
شذرات:	شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن اشرفی کی رحلت	سید محمد کفیل بخاری	3
	تحریکِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	عبداللطیف خالد چیمہ	4
سرکلر:	بنام ماتحت مجالسِ احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	5
دین ودانش:	گستاخیِ رسول کی سزا اور گستاخوں کا انجام	مولانا محمد اکمل	6
//	دو بڑے منافق......عبداللہ بن اُبی، عبداللہ بن سبا	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	13
مطالعۂ قادیانیت:	عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت	مولانا محمد مغیرہ	16
//	حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت	پروفیسر خالد شبیر احمد	21
//	قادیانیت یا کادیانیت اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی مہدویت	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	25
شخصیت:	جناب عاصی کرنالی مرحوم	حبیب الرحمن بٹالوی	41
حُسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید محمد کفیل بخاری، عین الرمان عادل، عابد مسعود ڈوگر	44
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	48
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　مدیر

گورنر پنجاب کا قتل اور اس کے محرکات

۴؍جنوری ۲۰۱۱ء کو پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو ان کے اپنے ہی سکیورٹی گارڈ ملک ممتاز حسین قادری نے فائرنگ کر کے اس وقت ہلاک کر دیا جب وہ اسلام آباد کے ایک ہوٹل سے کھانا کھا کر باہر نکل رہے تھے۔ ممتاز قادری نے اپنے بیان میں کہا کہ گورنر کا قتل ان کا ذاتی فعل ہے۔ گورنر کی طرف سے قانونِ توہینِ رسالت کو کالا قانون کہنے پر میرے دینی جذبات کو ٹھیس پہنچی اور میں نے انھیں قتل کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ گورنر سلمان تاثیر گزشتہ دو برس سے قانون توہین رسالت پر سخت تنقید کر رہے تھے۔ انھوں نے نہ صرف اسے ضیاء الحق کا کالا قانون کہا بلکہ اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ وہ اس قانون میں ترمیم کرانے یا اسے ختم کرانے کے لیے آخر وقت تک لڑیں گے۔

سلمان تاثیر معروف علمی و ادبی شخصیت ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر کے بیٹے تھے۔ ان کے والدِ مرحوم کا علامہ محمد اقبال، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور برِ عظیم کے دینی و سیاسی رہنماؤں سے عقیدت مندانہ تعلق اور نیازمندی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۲۷ء میں غازی علم الدین شہید کے جنازے کی چارپائی ڈاکٹر تاثیر کے گھر سے آئی۔ لیکن ۸۳ سال بعد ان کا ناخلف بیٹا قانون توہینِ رسالت کو ختم کرانے کے عزم کا اظہار کر رہا تھا۔ گورنر نے توہینِ رسالت کی مجرمہ آسیہ مسیح کی حمایت میں عدالتی فیصلے کو روندا اور تمام عدالتی سسٹم کو بائی پاس کرتے ہوئے جیل میں اس سے ملاقات اور اس کی رہائی کے لیے اپنے منصب کے خلاف غیر آئینی و قانونی کوششیں تیز کر دیں۔ ان کے انتہا پسندانہ بیانات ہی ان کے قتل کا سبب بنے۔

ہم اِنھی صفحات میں مسلسل عرض کرتے رہے کہ گورنر پنجاب شدت پسندی اور انتہاء پسندی سے گریز کریں اور ملک بھر کی دینی جماعتوں نے بھی انھیں اس انتہاء پسندانہ طرزِ عمل سے روکا جو گھٹیا زبان انھوں نے استعمال کی وہ ان کے باس صدر زرداری، وزیر اعظم گیلانی اور پیپلز پارٹی کے رہنماؤں میں سے کسی نے بھی استعمال نہیں کی۔ ان کی سابقہ اور موجودہ بیویوں نے بھی انھیں اس انتہا پسندی سے روکا۔ مگر اُنھوں نے سنی ان سنی کر دی اور وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔

ہم اپنے مؤقف کو پھر دہراتے ہیں کہ اگر قانون کو ختم یا غیر مؤثر کیا جائے گا تو لاقانونیت پیدا ہوگی، عوام قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں گے اور ملک میں خانہ جنگی ہوگی۔ حکمران آئین کی عملداری کو یقینی بنائیں اور تحریک ناموس رسالت کے مطالبات کو تسلیم کریں۔ اسلامی قوانین ختم یا غیر مؤثر کرنے کے امریکی، یہودی و نصرانی ایجنڈے اور دباؤ کو مسترد کر کے پاکستان کی خودمختاری، امن و سلامتی اور استحکام کو یقینی بنائیں۔ سیکولر انتہاء پسندی کو فروغ دینے کی بجائے سیکولر فاشسٹوں کے منہ میں لگام دیں۔ ورنہ ردِ عمل فطری ہے جسے روکنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کی رحلت

سید محمد کفیل بخاری

جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ۲۲؍جنوری ۲۰۱۱ء ہفتہ کی شام لاہور میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ممتاز علمی شخصیت تھے۔ وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت مفتی محمد حسن نوراللہ مرقدہٗ کے فرزندِ ارجمند، ان کے صحیح جانشین اور علم و عمل میں ان کا عکسِ جمیل تھے۔ تمام عمر قرآن وحدیث کی خدمت میں گزاری۔ علمی مزاجی رکھنے کے باوجود نہایت بذلہ سنج اور ظریفانہ طبیعت کے مالک تھے۔ اعلیٰ اخلاق ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ جب بھی کسی سے ملتے تو ان کی آنکھوں سے محبت کی روشنی پھوٹتی اور متبسم ہونٹوں سے الفت کے پھول کھلتے۔ زبردست خطیب اور شگفتہ بیان تھے۔ اظہار خیال مؤثر و مدلل اور حسین و دل نشیں ہوتا۔ اپنی بات سامعین کے دلوں پر نقش کرنے پر مکمل قدرت رکھتے تھے۔

۲۳؍جنوری کو جامعہ اشرفیہ میں ان کی نمازِ جنازہ کا ہجوم تنگ دامانی کا گلہ کر رہا تھا۔ علماء ومشائخ، دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں، مدارس کے طلبا اور ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد میں شرکت ایسا اعزاز ہے جو مقربین بارگاہِ الٰہی کو ہی نصیب ہوتا ہے۔

مجلس احرار اسلام کے امیر ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم کی قیادت میں احرار رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، یاسر عبدالقیوم اور احرار کارکنوں کی بڑی تعداد نے مولانا کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ اور تمام کارکنان حضرت مولانا عبیداللہ (مہتمم جامعہ اشرفیہ)، مولانا ولی اللہ، مولانا فضل الرحیم، مولانا مرحوم کے تمام پسماندگان اور مدرسہ کے تمام مدرسین، کارکنان اور طلباء سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللطیف خالد چیمہ *

''آسیہ مسیح'' کو سنائی جانی والی عدالتی سزا کے بعد قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو کمپین شروع ہوئی ہے تمام دینی جماعتوں نے مثالی ہم آہنگی کے ساتھ اُس کا راستہ روکا۔ حکمرانوں، سیکولر سیاستدانوں اور عالمی قوتوں کو توقع سے زیادہ مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ۲۴ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء کی ملک گیر ہڑتال، ۹ جنوری ۲۰۱۱ء کو کراچی میں بڑے احتجاجی جلسہ اور تحریک کے تسلسل نے دنیا پر واضح کر دیا کہ ملکی وسیاسی اور معاشی حالات جیسے بھی ہوں، مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں، مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد سے کسی صورت الگ نہیں رہ سکتا۔ ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر عدالتوں اور اداروں کو آزادانہ طور پر کام کرنے دیا جائے اور فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی پالیسی نہ اپنائی جائے تو لاقانونیت اور ماورائے آئین اقدامات کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔ لیکن جب حکمران رجیم اپنی مرضی مسلط کرنے پر مُصر رہے اور سیکولر انتہا پسندی کو فروغ دینے سے گریز نہ کیا جائے تو ردِعمل خود اپنا راستہ بناتا ہے۔ عیسائیوں کے پوپ، یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد اور عالمی طاقتوں اور اداروں کی ''آسیہ مسیح'' کیس کے حوالے سے مداخلت اور قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے پر زور...... پاکستان کے تمام مکاتب فکر اِس صورتحال پر تشویش کا اظہار کر کے اس کو مسترد کر چکے ہیں۔ اصل میں یہ جارحانہ مداخلت کا خطرناک تسلسل ہے جسے سرکاری سطح پر مسترد نہیں کیا جاتا اور دھیرے دھیرے اُس عالمی ایجنڈے کو آگے بڑھایا جارہا ہے جس کے تحت عالم کفر ہمارے دین وایمان اور تہذیب وثقافت پر اثر انداز ہو کر ہماری اصل کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ حکمران جماعت اپنی سرکاری و پارٹی پالیسی کا کُھل کر اعلان کرے اور بیرونی دباؤ کو نامزد کر کے مسترد کرے، وقتی پسپائی کی بجائے دونوں ایوانوں سے یہ قرارداد منظور کرائی جائے کہ اس قانون کو کبھی نہیں چھیڑا اور کوئی بل نہیں لایا جائے گا۔ اپنے وزراء اور پارٹی رہنماؤں کے متنازعہ بیانات کو کھلے دل سے واپس لے کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ وزیر داخلہ اور کارپردازان حکومت زُعمائے تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریک ختم کرنے کا مشورہ دینے یا تحریک میں دراڑیں ڈالنے کی بجائے اپنا قبلہ درست کریں اور بھٹو مرحوم کے تحفظِ ختم نبوت کے کردار کو فراموش نہ کریں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی میزبانی میں چلنے والی تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں وابستگان احرار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِس کو منظّم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ آنے والے دنوں میں ہر ممکن سطح پر دینی قوتوں کے ساتھ ہم آہنگی کو آگے بڑھائیں اور اِس مضبوط ترین قدرِ مشترک کو کسی بھی سطح پر سبوتاژ نہ ہونے دیں۔ الحمدللہ! ہماری کوئی سیاسی یا غیر سیاسی مجبوری نہیں کہ ہم توحید وختم نبوت اور اُسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد اور پُرامن جدوجہد سے دستبردار ہو جائیں! وماعلینا الا البلاغ

*مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

سرکلر: بنام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

ماتحت مجالسِ احرار اسلام متوجہ ہوں!

مجلس احرار اسلام پاکستان کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جارتی ہے کہ دستور کے مطابق:

☆ جدید رکنیت و معاونت سازی کے عمل کو تیزی سے مکمل کر کے مقامی و علاقائی تنظیم سازی کی تکمیل کریں۔

☆ اپنے مقامی و علاقائی (ضلعی) انتخابات کرائیں نیز مقامی مجلس شوریٰ کا انتخاب کریں اور ان کی مصدقہ نقول مرکزی دفتر ملتان کو روانہ کریں۔

☆ جن شاخوں نے ابھی تک فارم رکنیت و معاونت نہیں منگوائے وہ بلا تاخیر مرکزی دفتر ملتان سے فارم منگوا کر مزید تاخیر نہ کریں۔

☆ ہر رکن/معاون سے زرِ رکنیت/معاونت ۲۰ روپے لازماً وصول کریں اور مرکز کو روانہ فرمائیں۔ نیز مرکز سے الحاق کے لیے درخواست الحاق بمع فیس الحاق ۲۰۰ روپے بھی مرکزی فنڈ میں جمع کروائیں۔

☆ اپنی اپنی سطح پر حلقۂ اراکین/معاونین میں اضافے کے لیے حکمت و تدبیر سے کام لیتے ہوئے مقامی ساتھیوں سے مشورے کے ساتھ اقدامات کریں

نوٹ:

کوئی مشکل پیش آئے تو مرکزی ناظمِ انتخابات مولانا محمد مغیرہ، چناب نگر (0301-3138803) سے رابطہ فرمائیں!

منجانب
عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

گستاخئ رسول کی سزا اور گستاخوں کا انجام

مولانا محمد اکمل*

گستاخ وملعونہ آسیہ مسیح کو عدالت سے سزائے موت کے فیصلے کے بعد مجرمہ کی حمایت کرنے اور قانونِ توہینِ رسالت کو کالا قانون کہنے پر گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو اُن کے اپنے سیکیورٹی گارڈ ممتاز قادری نے قتل کر دیا۔ اس واقعے کے بعد ذرائع ابلاغ پر قانونِ انسدادِ توہین رسالت ۲۹۵۔سی کو موضوعِ بحث بنایا گیا۔ قرآن وحدیث اور سنّت مطہرہ سے ناواقف لوگوں یا سیکولر ذہنیت کے حامل تجزیہ نگاروں نے قانونِ شریعت کو متنازعہ بنانے کی جاہلانہ جسارتیں کی ہیں۔ جس سے دین کے بارے میں کم معلومات رکھنے والے عام مسلمان بھی ذہنی انتشار کا شکار ہوئے۔ قانونِ شریعت میں توہینِ رسالت کی سزا کیا ہے؟ قرآن و حدیث اور اورخود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کی روشنی میں چند معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے عمومی قوانین سے بڑھ کر ہیں کہ شریعت کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کی رسالت ونبوت پر ایمان اور آپ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح فرض ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ توہین بھی ایمان سے محرومی کا ذریعہ ہے اور ایسے مجرم کے لیے بڑی سے بڑی سزا بھی ناکافی ہے۔

اطاعت نبوی فرض ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء:۸۰) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الاَمْرِ مِنْكُمْ. ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں ان کی بھی...... (النساء:۵۹)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حاکم یا سربراہِ مملکت ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ رسول ہونے کی حیثیت سے فرض ہے۔ جب حاکم وقت کی توہین قابل مواخذہ جرم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کتنا بڑا جرم ہوگا؟ اس کا فیصلہ آپ اپنے ایمان سے سرشار دل سے کیجیے۔

دوسرا فرمان ہے۔ ''فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً.'' سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس

*مدرس مدرسہ معمورہ۔ ملتان

جھگڑے میں جوان میں اٹھے پھر نہ پائیں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں اس کو خوشی سے (النساء:۶۵)

قاضی عیاض نے الشفاء فی حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ:

فسلب اسم الایمان عمن وجد فی صدرہ حرجا من قضائه ولم یسلم له.

یعنی جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بارے میں اپنے دل میں تنگی محسوس کرتا ہے اور اس کو دل سے تسلیم نہیں کرتا اس کا ایمان سلب ہو گیا۔

شاتمینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے الٰہی انتقام

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِیْنًا.

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے توہین آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (احزاب:۵۷)

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْم.

اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ پہنچاتے ہیں ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔ (التوبۃ:۶۱)

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ. ہم تیری طرف سے مذاق کرنے والوں کو کافی ہیں (الحجر:۹۵)

استہزاء کرنے والے وہ لوگ تھے جو اپنی شقاوت قلبی کی وجہ سے نہ صرف جناب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ میں رکاوٹیں ڈالنے میں مصروف رہے، بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر انھوں نے حضرت فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اطہر میں دریدہ دہنی جیسی بدکاری کا بھی ارتکاب کیا۔ ذیل میں ایسے چند بدبختوں کے نام اور ان کے بھیانک انجام درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) امیہ بن خلف: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم توڑنے والا یہی شخص تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھوں نے اس رأس الکفر کو خاک وخون میں سلایا اور دار البوار کو پہنچایا۔

(۲) عاص بن وائل: گدھے پر سوار تھا۔ ایک غار کے برابر پہنچا۔ گدھے نے ٹھوکر کھائی تو سر کے بل گڑھے میں اوندھا جا پڑا۔ وہاں ایک سخت زہریلا عقرب موجود تھا۔ اس نے کاٹا، سوجن ہو گئی، سڑ سڑ کر مرا۔

(۳) نضر بن حارث: مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ یہ گستاخوں کی جماعت میں پیش پیش رہتا تھا۔

(۴) عتیب: اسود بن المطلب کا پوتا تھا۔ عبرتناک موت ہوئی۔

(۵) حارث بن زمعہ: عتیب کا چچیرا بھائی اور اُسی کی طرح گستاخ تھا۔ یہ بھی عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔

(۶) طعیمہ بن عدی: سخت بدزبان تھا۔ قہرِ الٰہی کا شکار ہوا، ذلّت کی موت پائی۔

(۷) اسود بن مطلب: یہ بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقلیں اتارا کرتا تھا۔ ایک درخت کے نیچے سویا۔ اٹھا تو سخت بے چین تھا۔ کہتا تھا کہ میری آنکھوں میں کانٹے چبھوئے جاتے ہیں۔ اسی اذیّت میں موت نصیب ہوئی۔

(۸) عاص بن منبہ: پہلے گدھے پر سوار تھا۔ طائف کی راہ میں کانٹا لگا، اس کے زہر سے ہلاک ہوا۔

(۹) منبہ بن حجاج: اندھا ہوا، پھر تڑپتا ہوا مر گیا۔

(۱۰) ابو قیس بن ناکہ: جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دہی کو اپنی راحت سمجھتا تھا۔ اذیت سے ذلیل ہو کر مرا۔

(۱۱) ابو جہل: رأس الاشرار تھا۔ بدر میں کم سن صحابی معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(۱۲) عقبہ بن ابی معیط: جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں سجدہ کرتے وقت پھندا ڈالا۔ صحابہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(۱۳) حارث بن قیس سہمی: پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا تھا۔ جو اس کے منہ سے نکلا کرتا۔ اسی ذلت سے ہلاک ہوا۔

(۱۴) ولید بن مغیرہ: ایک خزاعی سوار کا نیزہ اکحل میں لگا، رگِ جان کٹ گئی۔

(۱۵) ابو لہب: عدسہ وطاعون میں مبتلا ہو کر واصل جہنم ہوا۔ دوستوں اور عزیزوں نے بھی لاش کو ہاتھ نہ لگایا۔ کوٹھے پر چڑھ کر اس کے اقارب نے لاش پر اتنے پتھر پھینکے کہ لاش ان میں چھپ گیا اور یہی ڈھیر اس کی قبر بنا۔

(۱۶) اسود بن یغوث: بادِ سموم سے چہرہ جھلس گیا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے اسے شناخت نہ کیا۔ گھر سے باہر تڑپ تڑپ کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ زبان پیاس کے مارے دانتوں سے باہر نکلی ہوئی تھی۔

(۱۷) زبیر بن ابی امیہ: وبا کا لقمہ ہوا۔

(۱۸) مالک بن الطلالہ: لہو، رادھ کی قے آئی اور فوراً مر گیا۔

(۱۹) رکاز بن عبد یزید: بے کسی و نامرادی میں جان دے دی۔

عدالتِ نبوی سے گستاخِ رسول کا فیصلہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِی جُلِدَ.**
جو انبیا پر دشنام تراشے اُسے قتل کر دو اور جو صحابہ کو گالی بکے اُسے دُرّے لگاؤ۔ (طبرانی، الصواعق المحرقہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ایک امّ ولد تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی اور روکنے پر بھی باز نہ آتی تھی۔ ایک رات آپ کی برائی کرنے لگی جس پر اس نابینا صحابی نے چھرا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا جس سے وہ مر گئی۔ جب صبح ہوئی تو اس کے قتل کا مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ سننے کے بعد تمام لوگوں کو حاضر عدالت ہونے کا حکم دیا اور جب سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم دے کے فرمایا جس شخص نے بھی یہ جرم کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے جس پر وہ نابینا صحابی مجمع کو پھاندتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور عرض کیا **یا رسول اللہ انا صاحبھا** میں اس کا قاتل ہوں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کرتی تھی

میری زجر وتوبیخ اور منع کرنے پر بھی باز نہ آتی تھی۔ اس کے بطن سے میرے موتیوں کے مانند دو بیٹے ہیں لیکن کل رات جب اس نے آپ کو برا بھلا کہا تو میں نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر اس کو مار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی کوئی تردید پیش نہیں ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلا اِشْهَــدُوا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ. سنو گواہ رہو! اس کا خون رائیگاں گیا۔ (یعنی اس کے خون کے بدلے قصاص یا دیت کا مطالبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ توہینِ رسالت کے سبب سے واجب القتل ہوگئی تھی) (ابوداؤد۔ ص:۲۵۱)

کعب بن اشرف: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارتا تھا اور اوّل روز سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے درپے تھا۔ چنانچہ ایک بار اس نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور غرض یہ تھی کہ موقع پا کر آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ **عن عمرو بن دینار: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من لِکعب بنِ اشرف؟ فانہ قد اٰذی اللّٰہَ ورسولَہٗ. قال محمد بن مسلمۃ اتحب ان أقتلَہٗ یا رسول اللّٰہ! قال نعم.** ''حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون کعب بن اشرف کا کام تمام کرے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔ محمد مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کو قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچا دوں تو مجھے آپ کی محبّت حاصل ہوجائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔'' (بخاری جلد۲، باب قتل کعب بن اشرف)

ابورافع یہودی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا تھا اور لوگوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر ابھارتا تھا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کی نگرانی میں چند انصاری صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے اس ملعون کو اس کی خواب گاہ میں تلوار کے دووار سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(بخاری جلد۲، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق)

ابوعفک یہودی: بنو عمرو بن عوف کا ایک شخص جسے ابوعفک کہتے تھے۔ ایک سو بیس سال کا بڈھا کھوسٹ تھا، لیکن شقاوت ایسی جوان تھی کہ افضل البشر جناب نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں گستاخی کے لیے ہجو یہ اشعار کہا کرتا تھا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی نذر مانی اور جناب نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر رات میں اس کے گھر جا کر اس کو ٹھکانے لگا دیا۔

عصماء بنت مروان: یہ بنی عمیر بن زید کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء اور تکلیف دیا کرتی تھی۔ سیدنا عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ جن کی آنکھیں اس قدر کمزور تھیں کہ جہاد میں نہیں جاسکتے تھے ان کو جب اس عورت کی بات کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو بخیریت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کرونگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے واپس آئے تو سیدنا عمیر بن

عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے اس کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی پھر نماز فجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا! کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا؟ عرض کی جی ہاں! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں بھی اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں گی۔ یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارد گرد دیکھا تو فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے۔ تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے نابینا نہ کہو، یہ ''بینا'' ہے۔ (الصارم المسلول)

فتح مکہ کے موقع پر گستاخان رسول کا انجام

فتح مکہ کے موقع پر جب عام معافی کا اعلان ہوا اور عفو و کرم کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا اس وقت سولہ اشخاص ایسے تھے جن کے جرائم ناقابلِ معافی تھے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے فرمایا کہ یہ جہاں ملیں قتل کر دیے جائیں چاہے یہ غلاف کعبہ ہی سے لپٹے ہوئے کیوں نہ ہوں۔

وہ سولہ مجرم یہ تھے:

(۱)	وحشی بن حرب	حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا مرتکب
(۲)	عکرمہ	دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا
(۳)	صفوان	امیہ بن خلف کا بیٹا
(۴)	ہبّار ابنِ اسود	بنی اسد کا ظالم
(۵)	زہیر بن ابو امیہ	امّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حقیقی بھائی
(۶)	حارث بن طلاطلہ	موذی دشمن دین۔ حضرت علی نے قتل کیا
(۷)	عبداللہ بن ابی سرح	وحی کی کتابت میں خیانت کرنے والا مرتد
(۸)	کعب بن زہیر ابو سلمیٰ	مشہور ہجو گو شاعر
(۹)	عبداللہ بن زبعر بن قیس	ہجو گو شاعر
(۱۰)	سہیل بن عمرو عامری	صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے کرنے والا
(۱۱)	سارہ	ہجو گو مغنیہ جو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی قاصد بنی

(۱۲)	قرتنی یا اُمِّ سعد	ہجو گو مغنیہ ابن خطل کی لونڈی بعض مؤرخین نے دونوں لونڈیاں لکھی ہیں۔ ان کے نام ارنب اور اُمِّ سعد تھے
(۱۳)	ہند بنت عتبہ	زوجہ ابوسفیان (بعض مؤرخوں نے ان کا نام نہیں لکھا)
(۱۴)	عبدالعُزّیٰ بن خطل	مشہور دشمن اسلام
(۱۵)	مقیس بن صبابہ	مشہور دشمن اسلام
(۱۶)	حُویرث بن نقید	مشہور دشمن اسلام شاعر۔ حضرت علی نے قتل کیا

(سیرت احمد مجتبیٰ ﷺ، جلد ۳، صفحہ ۲۹۸)

فتح مکہ کے موقع پر جن حضرات کو معافی مل گئی اور شرفِ صحابیت سے نوازے گئے:

(۱) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
(۲) عکرمہ بن ابی جہل
(۳) ہبار ابن اسود
(۴) وحشی بن حرب
(۵) کعب بن زبیر
(۶) عبداللہ بن زِبعَر
(۷) ہند بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان رضی اللہ عنہ
(۸) صفوان بن امیّہ
(۹) سہیل بن عمرو عامری
(۱۰) قرتنی یا ام سعد، ابنِ خطل کی لونڈی

فتح مکہ کے موقع پر جن بدبختوں کو معافی نہ ملی اور قتل کیے گئے:

(۱) ابن خطل
(۲) حویرث بن نُقَید۔ (حارث بن نفیل)
(۳) مقیس بن صبابر۔ (سیدنا عبداللہ لیثی نے قتل کیا)
(۴) ہُبیرہ بن ابی وہب مخزومی
(۶) سارہ (بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی باندی تھی) اسی کے پاس سیدنا حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط برآمد ہوا تھا بعض کہتے ہیں قتل کی گئی بعض کہتے ہیں اسلام لائی۔
(۷) ارنب (ابنِ خطل کی لونڈی)

(فتح الباری، جلد ا، صفحہ ۹ ر سیرۃ المصطفیٰ، جلد ۳، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ)

عبداللہ بن خطل: یہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا اس سے پہلے اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ جب یہ مسلمان ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدقات وصول کرنے کے لیے

دوسری بستیوں میں بھیجا اس کے ساتھ خدمت کے لیے انصاری اور ایک غلام کو بھیجا۔ راستے میں ایک جگہ ابنِ خطل نے پڑاؤ کیا اور غلام کو حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کر کے کھانا تیار کرے یہ حکم دے کر ابن خطل سو گیا۔ جب سو کر اٹھا تو اس نے دیکھا کہ خادم نے کھانا تیار نہیں کیا تھا اس پر ابن خطل سخت غضبناک ہو گیا اور خادم کو قتل کر دیا۔ قتل کے بعد اس کو سخت خطرہ محسوس ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور مجھ کو اس کے قصاص میں قتل کر دیں گے اور وہ مرتد ہو گیا اور مرتدین میں جا ملا اور صدقات کے اونٹ بھی ساتھ لے گیا۔ یہ چونکہ شاعر تھا اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار بکا کرتا۔ اس کی دو لونڈیاں بھی تھیں جو اس کے اشعار گایا کرتی تھیں۔ اس کے تین جرم تھے۔ (۱) خون ناحق (۲) مرتد ہو جانا (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لیے پہنچے تو ابن خطل نے اپنا جنگی لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ ہاتھ میں لیا کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے مگر جب اس نے اللہ کے شہسواروں کا دستہ دیکھا تو رعب وخوف سے تھرّا اٹھا اور سیدھا کعبہ میں پہنچا اور کعبہ کے پردوں سے جا چمٹا۔ اسی وقت ایک صحابی کعبہ میں پہنچے اور انھوں نے ابن خطل کے گھوڑے اور جنگی سامان پر قبضہ کیا ان چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حجون کے مقام پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

ایک قول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ یہ ابن خطل موجود ہے جو کعبہ کا پردہ پکڑے کھڑا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کو وہیں قتل کر دو۔ چنانچہ سیدنا سعد ابن حریثؓ اور ابو برزہؓ اسلمی نے اسے قتل کر دیا۔ ایک روایت ہے کہ سیدنا زبیرؓ ابن العوام کو اسے کیفر کردار تک پہنچانے کا موقع ملا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سعید ابن زیدؓ نے اس کی گردن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اڑائی (سیرت حلبیہ سیرت المصطفیٰ)

☆☆☆

قارئین متوجہ ہوں!

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔ کئی قارئین کا زرتعاون سالانہ دسمبر ۲۰۱۰ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود پہلے جنوری ۲۰۱۱ کا شمارہ ارسال کیا گیا اور اب فروری ۲۰۱۱ء کا شمارہ بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم فروری میں ہی اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔　بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

دو بڑے منافق......عبداللہ بن اُبی، عبداللہ بن سبا

پروفیسر ابوطلحہ عثمان

زندہ رہنے کو تو جعفر اور صادق بھی رہے
کفر کی دہلیز پر وہ سجدے کرتے ہی رہے

نام تو اس کا عبداللہ تھا اُبی بن سلول کا بیٹا۔ مدینہ طیبہ کے معزز و محترم قبائل اَوس وخزرج اور بنی نجار کا متفقہ منتخب سردار...... یثرب نامی علاقہ پر ایک طویل عرصہ یہود کی سرداری اور حکومت رہی۔ آج کے امریکہ کی طرح وہ یہود بھی سپر پاور تھے اور ان کے مفادات کے آڑے کوئی نہ آسکتا تھا۔ حتیٰ کہ غیر از یہود قبائل کی شادیاں اس انداز میں ہوتیں کہ ہر دلہن اپنی شب عروسی کسی یہودی سردار کے پاس ہو کر ہی پیا گھر جا سکتی تھی۔ مالک بن عجلان بنی اوس اور بنی خزرج کا سردار اور سالار تھا۔ اس کی بہن نے اسے غیرت دلائی تو وہ اپنی بہن کی پہلی شب خلوت فطیون یہودی کے قلعہ میں زنانہ لباس میں اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ یہودی سردار کو قتل کیا پھر اپنے ہم نسب ابوجُبیلہ بن جفنہ شاہِ غسان سے مدد کا طالب ہوا۔ اس شاہ غسّان نے مدد کا وعدہ کیا اپنے چیدہ لشکریوں کو ساتھ لے کر یثرب پہنچا۔ اوس وخزرج کو خوب انعام واکرام سے نوازا۔ نہایت ہوشیاری سے وہاں عالیشان محل تعمیر کروایا پھر قبائل یہود کو بھی انعام واکرام کا لالچ دیا۔ بڑے بڑے تمام یہودی سردار درہم ودینار کے لالچ میں اس کی دعوت پر اس کے محل میں اکٹھے ہوئے تو اس نے ۳۸۵ یہودی وڈیروں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس طرح اوس وخزرج کو یہودی بدقماشوں سے نجات مل گئی۔ اب پورے علاقے میں اوس وخزرج کا سکہ چلتا تھا مگر دین نہ رہے تو دنیا کی عزت وعظمت بھی تھوڑے وقت کی مہمان ہوتی ہے۔ اوس اور خزرج کی آپس کی لڑائیاں شروع ہو گئیں چنانچہ اسلام سے پہلے ایک ایسا سلسلہ جنگ کا شروع ہوتا ہے جو ایک سو بیس سال تک چلا، اسے جنگِ بُعاث کہا جاتا ہے۔ دونوں طرف سے بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔ دونوں شاخیں ایک ہی خاندان ''بنی خزرج'' کی تھیں۔ آپس میں لڑتے لڑتے جب تھک گئے تو آپس میں صلح کر کے ایک ہی سردار بنانے میں متفق ہوئے۔ سردار منتخب کر لیا گیا بس اس کی تاجپوشی باقی تھی۔ جشنِ تاجپوشی کی تیاریاں عروج پر تھیں (سیرۃ ابن ہشام) اسی دوران اوس وخزرج کی معاشی پسماندگی کے علاج کی غرض سے قریش مکہ سے کوئی معاہدہ کرنے چند سردار مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ حج کا موقع اور نبوت کا گیارہواں سال تھا۔ قریش مکہ سے معاشی معاہدہ تو نہ ہو سکا مگر اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث رضی اللہ عنہم سمیت سات خوش نصیبوں کو منیٰ کی ایک گھاٹی میں آفتاب نبوت کی عالمتاب کرنوں سے حظِ وافر نصیب ہو گیا۔ انہوں نے کلمۂ اسلام کو خوش دلی سے قبول کیا اور آئندہ سال حج ہی کے موقعہ پر اپنے ساتھ مزید ساتھی لائے اور حسبِ وعدہ رحمت عالم صلی اللہ

علیہ وسلم سے قیامِ منیٰ کے دوران اسی دشوار گزار گھاٹی میں ملاقات کو حاضر ہوئے۔ بیعت عَقَبہ ہوئی۔ تعلیم قرآن کے لیے معلم مانگا۔ سیدنا مصعب بن عمیرؓ کو ہمراہ کر دیا گیا ان کی تبلیغ و دعوت اور محنت سے آئندہ برس نبوت کے تیرہویں سال اسی مقام پر ۷۲ مردوں اور ۳ عورتوں کو بیعتِ عَقَبہ ثانیہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ یثرب کو مدینۃ الرسول اور اہل یثرب، اوس و خزرج کو انصارِ رسول و انصارِ اصحابِ علیہم الرضوان بنانے کا پروگرام طے ہو گیا۔

اُبّی بن سلول کا بیٹا سوتے جاگتے اپنی تاجپوشی اور اوس و خزرج کے تخت پر قبضہ کے خواب دیکھتا تھا مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ اہل سعادت کی تعداد روزانہ بڑھ رہی تھی اس کی تاجپوشی کو گویا بھلا ہی دیا گیا تھا کہ اچانک ربیع الاوّل ۱۴ نبوی کے اوائل میں آفتابِ نبوت مکہ مکرمہ سے تین سو میل جنوب میں قبا کی بستی میں طلوع ہوا اور صرف چودہ دن بعد یثرب کو مدینۃ الرسول، مدینہ طیبہ کا سعید نام مل گیا۔ نام تو اس کا عبداللہ تھا، اللہ کا بندہ' مگر وہ حقیقت میں نفس کا بندہ تھا اس کی دنیوی عزت خاک میں مل چکی تھی اس کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے۔ دکھانے کو تو اس نے بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' پڑھ لیا تھا مگر اصل عزت سے ناواقف تھا اس نے اسلام اور اہل اسلام سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ اب ساری زندگی اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف سازشیں کیں۔ غزوہ احد کے موقعہ پر پورے تہائی لشکرِ اسلام کو ورغلا کر واپس لے جانے میں کامیاب ہوا۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر اصحابِ رسول کو سب و شتم کرتا۔ انہیں کمّی، بیوقوف کہتا اور طرح طرح کی گالیاں دیتا۔ ایک موقعہ پر اس کے بیٹے (جو نہایت مخلص مومن تھا) کو پتا چلا تو وہ تیغ بکف اس کا سر اڑانے کو آ گیا مگر اس نے معافی مانگی اور رسولِ رحمت نے بھی صاحبزادے کو ایسا نہ کرنے کا حکم دیا...... اس کا نام تو عبداللہ تھا مگر وہ نفس و شیطان کا بندہ رہا۔ جب مر گیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت و رأفت کے اظہار کے طور پر اپنا قمیص مبارک اس کے کفن کے طور پر دیا، اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ اس کے لیے جنازے میں مغفرت اللہ سے طلب کی۔ مگر رسول اور اصحاب رسول علیہم السلام کو سبّ و شتم چھوٹا جرم نہیں تھا۔ اس کی مغفرت نہ ہو سکی۔ خالقِ دوجہاں نے اپنے رسول رحمت کو اس بدمعاش اور اس کے ہم قماش لوگوں کے جنازوں سے ہمیشہ کے لیے روک دیا بلکہ ان کی قبروں کے نزدیک جانے سے بھی منع کر دیا۔ نام اس کا عبداللہ تھا مگر کام شیطان سے بھی بدتر تھے......

ایک اور شخص بھی عبداللہ نام کا ہوا۔ المعروف بہ ابن سبا یہ بھی ظاہر میں کلمہ گو مگر عملاً اسلام دشمن اور دشمنِ رسول و اصحابِ رسول علیہم السلام۔ اس نے یہودی النسل ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ یہ بد نہاد شخص بہت چالاک تھا۔ وہ بیک وقت یہود و مجوس اور نصاریٰ کا ایجنٹ تھا۔ کوفہ سے نکالا گیا تو بصرہ میں، وہاں سے نکالا گیا تو مصر میں..... یعنی جا بہ جا مسلمانوں میں امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور ان کے مقرر کردہ امرائے مناطقِ اسلام کے خلاف سازشیں کرتا رہا اپنے آپ کو محبّ علی و آل رسول رضی اللہ عنہ گردانتا اور لفّاظی اور پراپگنڈہ کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں

پھانستا۔اس کی سازشیں بالآخر رنگ لائیں۔امیر المؤمنین مدینہ طیبہ میں شہید ہوئے، مسلمانوں میں فرقہ بندی کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے کئی ساتھیوں سمیت جلا دینے کا حکم دیا مگر وہ آخر دم تک اپنی گمراہی پر ڈٹا رہا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو''اللہ'' قرار دیتا رہا۔اس کا نام بھی عبداللہ تھا مگر وہ بھی نفس وشیطان کا بندہ بنا رہا۔

ان دونوں نفس وشیطان کے بندوں کی نسل خوب پھیلی۔ان کا پہلا شکار حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی اس کے بعد حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم۔ پڑھے لکھے لوگ، جدید تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں اسلام کو کافروں سے زیادہ نقصان خود مسلمانوں نے پہنچایا ہے حالانکہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود وہ تحقیق نہیں کرتے کہ وہ کون سے ''مسلمان'' ہیں جنھوں نے اسلام کو اور اہل اسلام کو کافروں سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔اگر وہ ذرا غور کریں تو واضح ہو جائے کہ وہ مذکورہ بالا دونوں عبداللہ بن ابی اور عبداللہ بن سبا کی روحانی و نسبتی اولاد ہے جو کہلاتی تو مسلمان ہے لیکن کہیں اہل مدینہ کے اصحاب رسول علیہم الرضوان کے خلاف سَبّ وشتم سے اپنی قبریں انگاروں سے بھریں، کہیں علی اور معاویہ کو بالمقابل لائی، کہیں مؤمنوں کی ماں صدیقہ وطاہرہ رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں اُن کے بیٹوں کو لا کھڑا کیا، کبھی سرزمین عراق میں خاندانِ علی و نبی کو خاک وخون میں نہلایا، پھر یہی ذرّیت عبدالشیطان بنی امیہ اور بنی ہاشم کا نام دیکر اسلام کی قوت کو کمزور کرتی کبھی یہی ذرّیت شیطان بغداد کی گلیوں میں خون کی ندیاں چلواتی، کبھی عثمانیوں پر کوہِ غم توڑتی نظر آتی ہے اور کبھی دکن اور بنگال کی اسلامی سلطنتوں میں میر جعفر اور میر صادق کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے پھر پاکستان کے دو ٹکڑے کرتی اور پھر افغانیوں اور عراقیوں پر ڈالروں کے عوض کارپٹ بمباری کرواتی ہے۔اہلِ فکر وتدبر، تدبیر سے کام لیں تو پتا چلے گا کہ بلوچستان کے بلوچوں، وانا، وزیرستان اور مہمند سے سورت تک اور لال مسجد اور جامعہ حفصہ تک یہی نام نہاد مسلمان اصلاً ذریت نفس وشیطان، میر جعفر و میر صادق کی برادری ہی نظر آئے گی۔کاش اہلِ ایمان، اہلِ خلوص ان میر جعفروں، میر صادقوں کو جلد پہچان لیں اور ان کی سازشوں سے وہ بچیں اور اہل اسلام کو بچائیں۔دیکھیں کون کون سعید روحیں اس طرف آتی ہیں۔

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت

مولانا محمد مغیرہ

اللہ نے اپنے بندوں کو سیدھا راستہ بتانے کے لیے اپنی خصوصی رحمت سے نبوت ورسالت کا سلسلہ شروع کیا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر اختتام پذیر ہوا۔ جس کو اللہ کی آخری کتاب حق نے اپنی ایک سو آیات کے ذریعہ بیان فرمایا جن میں سے تین آیات پیش خدمت ہیں۔

۱۔قل یا یھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا(اعراف:۱۵۸)

(اے نبی) آپ کہیں اے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

۲۔و ما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا(سبا:۲۸)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر

۳۔وما ارسلناک الا رحمة للعالمین(سورۃ انبیاء:۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر

ان تینوں آیات میں اللہ کے آخری نبی سے متعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ ذات مقدسہ تمام انسانوں کے لیے نبی و رسول اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جب کہ قرآنی اسلوب سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب بھی کسی نبی کا تذکرہ ہوا تو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ کسی قوم کے لیے رسول و نبی بن کر آئے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لقد ارسلنا نوحاً الی قومه(اعراف:۵۹)

والی عاد اخاھم ھودا قال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره(اعراف:۶۵)

ولوطا اذ قال لقومه(اعراف:۸۰)

مگر جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت تذکرہ قرآن میں ہوتا ہے تو قرآن اپنے سابقہ اسلوب کو تبدیل کر کے بجائے کسی قوم کو مخاطب کرنے کے ان لفظوں میں نبوت و رسالت محمد کا اعلان کرتا ہے کہ:

یایھا الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعاً

و ما ارسلناک الا رحمة اللعالمین.

کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قبیلہ وعلاقہ کے لیے نہیں وہ تمام انسانیت کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ایسے ہی خود صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی نبوت سے متعلق تقریباً دوصد فرامین جاری فرمائے جن میں سے تین فرامین پیش خدمت ہیں۔

۱۔قال کانت بنوا اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

۲۔قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لعلیّ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی. (بخاری، ذکر غزوۃ تبوک)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے ساتھ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم یایها الناس انه لم یبق من النبوة الا المبشرات. (بخاری، کتاب التعبیر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! نبوت کا کوئی جز باقی نہیں سوائے اچھے خوابوں کے۔

صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تین فرامین سے بالکل واضح طور پر یہی بات سامنے آرہی ہے کہ آپ پوری انسانیت کے لیے نبی ورسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبوت ورسالت نہیں۔ہاں ایک ارشاد آپ کا اس طرح بھی ہے کہ:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم انّه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی. (مسلم)

آپ نے فرمایا قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔جن میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ان مذکورہ فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ تمام انسانوں کے لیے اور تمام جہانوں کے لیے نبی ورسول ہیں اور اگر آپ کے بعد کوئی شخص دعوائے نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔

صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس ابھی زندہ تھے کہ دو آدمیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ان میں ایک کا نام مسیلمہ تھا۔مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے دعویٰ نبوت کے بعد کافی تعداد میں اس کے پیروکار ہوئے اور مسیلمہ اپنی نبوت کے دعوے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرتا تھا اور اس کی اذان میں حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی جاتی

تھی مگر چونکہ وہ آپ کے منصب ختم نبوت کا منکر تھا۔ آپ کے بعد نبوت کا عویدار تھا۔ حضور علیہ السلام نے خود بھی اس کو مرتد سمجھ کر اس کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا اور اس اعلانِ جنگ کو صحابہ رضوان اللہ علیہم نے باوجودیکہ حضور علیہ السلام کے انتقال کے بعد کا وقت صحابہ وعمائدین ملت کے لیے انتہائی پریشانی کا وقت تھا لیکن اس پریشانی کے عالم میں بھی فقہاء صحابہ مسیلمہ کا قلع قمع کرنے کو ضروری سمجھا کہ اس کدّ وکاوش میں صحابہ کو جتنا جانی نقصان اٹھانا پڑا، اتنا اس سے پہلے دین کی تمام جنگوں کو ملا کر بھی جانی نقصان نہیں ہوا کیونکہ یہ منصبِ ختمِ نبوت پر ڈاکہ تھا اس کو ہر حال میں ختم کرنا بھی ضروری تھا۔ اس کے بعد بھی جب کبھی کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا قرآن کی ایک سو آیات حضور علیہ السلام کے تقریباً دو صد فرامین کی روشنی میں مسلمانوں نے کبھی بھی کسی دعوائے نبوت کو چلنے نہ دیا۔ پوری امت محمد یہ اس بات پر متفق ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے جس نے تقریباً ایک سو سال پہلے دعویٰ نبوت کیا اور یہ کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس کی کتابیں اس قسم کے دعووں سے بھری پڑی ہیں۔

۱۔　چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا (اور اس پر حاشیہ لکھا) اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا اس لیے بار بار رجوع کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

۲۔　غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ ان میں پائی نہیں گئی۔ (حقیقۃ الوحی مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۷)

۳۔　یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کو پوجا کرو۔ پس ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جن میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے، ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے......تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہو گا میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف پہنچاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا ہے اور اندھا ہی قبر میں پہنچاتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۴)

یہ چند عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش کی گئیں کہ وہ یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اس پر وحی آتی ہے جب کہ اس کے علاوہ کئی حوالہ جات اس کی کتابوں میں موجود ہیں کہ وہ وحی کے اترنے کا دعویدار ہے۔ نیز وہ نبوت ورسالت کا بھی دعویدار ہے جو اس کی کتابوں کے حوالہ سے پیش خدمت ہے۔

۱۔　خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین ۳، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ ۴۲۶)

۲۔　وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا کہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ (دافع البلاء مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

۳۔　سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۳۱)

۴۔　مبارک ہے وہ شخص جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۶۱)

۵۔　**محمد رسول اللہ والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۷)

ان جیسے دیگر بہت سے حوالہ جات سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ وہ نبوت ورسالت کا دعویدار ہے۔ جب کہ قرآن مجید کی ایک سو آیات ہیں جن میں سے تین اوپر ذکر کی گئیں دوسو فرامین رسول علیہ السلام میں سے تین احادیث ذکر کی گئیں وہ صاف بتا رہی ہیں کہ پوری انسانیت کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رسول ہیں۔ جب تک انسانیت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت آخری نبوت ورسالت ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں اور اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت پر مشتمل عبارات کے سامنے آجانے کے بعد بھی اگر کوئی کہے جیسا کہ مرزائی قادیانی طبقہ ہمیشہ دھوکہ دینے کے لیے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صرف مجدد یا مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے نبوت کا دعویٰ نہیں تو ان کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ ذرا بتاؤ تو دعویٰ نبوت ہے کیا؟

کیا یہ کہنا کہ ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“۔ ”سچا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا“۔ یہ دعویٰ نبوت ورسالت نہیں ہے تو اور کیا ہے اس کے باوجود بھی اگر کوئی پھر بھی دھوکہ دے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تو ایسے ہی شخص کے لیے مرزا قادیانی یوں کہتے ہیں کہ ”ہماری

جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معمولی مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لیے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں اس وقت تو پہلے کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے الفاظ موجود ہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن جلد۱۸،صفحہ۲۰۶)

مرزا قادیانی کی اس تحریر کے بعد بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت و رسالت نہیں کیا تو وہ بڑا دھوکے باز ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مینٹل کیس ہو اس کو کسی ہسپتال میں داخل کروانا چاہیے۔

ہاں اگر کوئی شخص اتنا ہی پریشان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی و رسول ماننے پر شرمندہ ہے اور کوشش میں ہے کہ اسے کوئی کافر نہ کہے تو اس کے لیے راستہ کھلا ہے یہ کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے کے جھوٹا اور کافر ہونے کا اعلان کرے اور اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کی چھتری کے نیچے آ جائے تو وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی شرمندگی سے نجات ملے گی۔ لیکن اگر کوئی خیال کرے کہ وہ مرزا قادیانی کو بھی نبی مانے اور مسلمان کہلانے کا حق بھی ہو۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

پہلی قسط

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت

(۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء)

پروفیسر خالد شبیر احمد

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد اُس کی وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کے جملہ انتظامات انجمن احمدیہ کی تحویل میں دے دیے گئے اور حکیم نورالدین قادیان کی گدی پر مرزا قادیانی کے جانشین کے طور پر براجمان ہوئے۔ حکیم نورالدین قادیانی ۱۸۴۱ء میں بمقام بھیرہ (سرگودھا) پیدا ہوئے۔ اچھے کھاتے پیتے خاندان کے فرد تھا۔ بچپن سے اسے اسلامیات سے رغبت تھی۔ بارہ برس کی عمر میں اس نے اپنے بڑے بھائی سے عربی اور اسلامیات کی تعلیم شروع کی۔ اوائل عمری میں ہی اسلامیات، عربی، منطق اور فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیرہ کو خیر باد کہہ کر لاہور چلے آئے۔ یہاں آ کر انھوں نے طب کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے بھوپال، دیبل کھنڈ اور دہلی کا بھی دورہ کیا۔ یہاں سے حکیم نورالدین مکے مدینے کے سفر پر روانہ ہوا۔ مکے اور مدینے کے علماء کے ساتھ کچھ عرصہ (۶۶۔۱۸۶۵ء) قیام کرنے کے بعد واپس آیا تو اچھا خاصا صاحب علم شمار ہونے لگا تھا۔ کچھ عرصہ بطور معلم کام کیا۔ لیکن اسے اپنی افتادِ طبع کے خلاف گردانتے ہوئے اس پیشے کو ترک کر کے واپس بھیرہ آ گیا۔ اور یہاں آ کر بطور حکیم طب کی طرف توجہ دینا شروع کر دی۔ طب میں اُس کی طبیعت لگی اور بطور حکیم شہرت حاصل کر لی۔ ۱۸۷۶ء میں کشمیر کے اندر مہاراجہ رگھبیر سنگھ کے دربار میں ریاست کے ایک ہندو پولیس افسر لالہ مہتا داس اور کشمیر کے نامور مؤرخ دیوان کرپا رام کی مدد سے شاہی حکیم کے طور پر نوکری حاصل کر لی۔ ۱۸۷۷ء میں حکیم نورالدین نے دہلی دربار کی تقریب میں شرکت کی جہاں ملکہ وکٹوریہ کو باقاعدہ ہندوستان کی ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔

حکیم نورالدین قادیانی چونکہ بڑا ہوشیار، چالاک اور زیرک انسان تھا۔ اِس لیے اُس نے کشمیر کے اندر رہتے ہوئے انگریز افسران سے خصوصی رابطہ کر لیا۔ جو وقتاً فوقتاً کشمیر میں مختلف امور یا پھر بغرضِ سیر و سیاحت آتے رہتے تھے۔ یہیں پہ اُسے انگریزوں کے قرب کا اعزاز حاصل ہوا اور اُس کی رگ و پے میں انگریزوں سے وفاداری کے جراثیم پرورش پانے لگے۔ بعض انگریز افسران کے ساتھ تو اُس کے خصوصی مراسم بھی قائم ہوئے۔ جنھوں نے اُسے مہاراجہ کشمیر کی درپردہ سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کرنے پر مامور کر دیا اور یوں حکیم نورالدین نے حکمت کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے جاسوس ہونے کا بھی شرف حاصل کر لیا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر برطانوی حکومت روس کی وسطی ایشیا میں دل چسپی کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ خود مہاراجہ کشمیر نے بھی درپردہ روس

حکومت سے رابطے کرر کھے تھے۔ مہاراجہ کشمیر برطانوی تسلط سے گلوخلاصی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس ضمن میں اس نے ۱۸۶۵ء میں پوشیدہ طور پر ایک وفد بھی تاشقند بھیجا۔ جسے اس مشن میں ناکامی ہوئی۔ کیونکہ زارِروس اُس وقت ہندوستان کے اندر کسی بھی آزادی کی تحریک کا ساتھ دے کر انگریزوں کی مخالفت کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ پانچ سال بعد دوسرا وفد بابا کرم پرشاد کی قیادت میں روس بھیجا۔ اس وفد کی غرض وغایت بھی فوجی امداد حاصل کرنا تھی۔ لیکن اسے بھی پہلے وفد کی طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

رفتہ رفتہ حکیم نورالدین ریاست کشمیر کی درباری سازشوں میں بری طرح ملوث ہوگیا اور بڑی ہوشیاری اور تندہی کے ساتھ انگریزی تسلّط اور برطانوی مفاد کی نگہداشت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔ راجہ امر سنگھ کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کر کے اُسے اپنے دامِ فریب میں پھنسا لینے میں حکیم نورالدین پوری طرح کامیاب ہوگیا اور اسے آمادہ کرلیا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے اپنے بڑے بھائی مہاراجہ پرتاب سنگھ کے مقابلے میں اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر ریاست کے نظام پر کنٹرول حاصل کر کے کشمیر کے اندر انگریزی مفادات کی مکمل نگہداشت کا فریضہ اپنے ذمے لے لے۔ اس سازش میں حکیم صاحب کو کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی کہ انگریزوں نے ریاستی امور کو سرانجام دینے کے لیے ایک انتظامی کونسل کے لیے مہاراجہ پرتاب سنگھ کو آمادہ کرلیا۔ جس کی صدارت اگرچہ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے ہاتھ میں تھی تاہم اختیارات رفتہ رفتہ راجہ امر سنگھ کے ہاتھ میں منتقل ہوتے گئے جو انتظامی کونسل کے ایک اہم رکن تھے۔ بالآخر مہاراجہ پرتاب سنگھ پر جب سازش کھلی تو انھوں نے حکیم نورالدین کو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ریاست سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اور یوں

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

کی مصداق اُسے کشمیر سے نکلنا پڑا۔

یہ چھوٹی سی کہانی اس لیے قارئین کے سامنے پیش کی گئی ہے کہ حکیم نورالدین جو قادیانیوں کے ہاں ایک اہم اور مقدس شخصیت ہے۔ جسے قصرِ قادیانیت میں ایک اہم ستون کی حیثیت میں مانا جاتا ہے۔ اُس شخصیت کی ابتدائی زندگی کے خدوخال ابھر کر سامنے آجائیں۔ چنانچہ واقعات سے ثابت ہے کہ انگریزوں سے وفاداری کا جذبہ اُس کے اندر ابتدا ہی سے موجود تھا۔ جس کا دورِ اقتدار یعنی قادیان کی گدی پر براجمان ہونے کے بعد اپنے عروج پر پہنچنا ایک فطری امر تھا۔ اس کے علاوہ کشمیر کی درباری سیاست میں حکیم صاحب کے کردار سے یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ سازشوں کے پروان چڑھانے میں اسے اچھی خاصی قدرت حاصل تھی۔ جس کا اظہار کشمیر میں قیام کے دوران اُس نے بڑی مہارت اور بڑی کامیابی کے ساتھ کیا۔ گو اُسے بے عزت ہو کر نکلنا پڑا۔ تاہم انگریزوں کے ہاں اُن کے احترام میں ضرور اضافہ ہوا اور اس طرح انگریزوں کا اُن کا اعتماد اور بڑھا۔

مرزا غلام احمد سے ملاقات

مختلف حوالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکیم نورالدین کی مرزا غلام احمد سے پہلی ملاقات ۱۸۸۵ء میں ہوئی اور ملتے ہی حکیم نورالدین اُس پر فدا ہوگیا۔ مقام ملاقات بھی کشمیر میں جموں ہی تھا۔ اُس وقت مرزا سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر

میں ملازم تھا۔حکیم جب بھی بھیرہ آتے جاتے سیالکوٹ سے گزرتا تو مرزا سے بھی بعض اوقات ملاقات کر لیتا۔مرزا غلام احمد ان دنوں عیسائیوں سے مناظرے بھی کرتا جس کی وجہ سے کچھ لوگ اس کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔خود حکیم نور دین بھی غیر مذاہب کے مطالعہ اور مناظروں کا طبعاً شوقین تھے۔اِس لیے اُس کے لیے مرزا صاحب کی شخصیت میں ایک خاص قسم کی کشش موجود تھی۔ رفتہ رفتہ یہ ملاقاتیں ان دونوں کو جلد ایک دوسرے کے قریب لے آئیں۔شناسائی کی حدود سے بہت جلد دوستی اور پھر پیری مریدی کی تعلقات میں ڈھلتے گئے اور دونوں ایک دوسرے کے ہمراز و ہمدم بن گئے۔بہت جلد حکیم نور الدین قادیانیوں کے ہاں ایک اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی ایک وجہ اس کے علم وفضل کی دھاک اس کے اجل حکیم ہونے کی شہرت اور اس کا وہ سازشی ذہن جس کا وہ کشمیر میں قیام کے دوران مظاہرہ کر چکے تھے پھر سب سے بڑی بات مرزا غلام احمد کے ساتھ اس کا وفاداری کا جذبہ تھا۔جس کا اظہار اس نے درج ذیل خط کے ذریعے کیا جو انھوں نے مرزا غلام احمد کو تحریر کیا تھا۔

''مولانا و مرشدنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عالی جناب!

میری دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں، امام زماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں، اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔یا اگر حکم ہو تو سب کچھ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں، میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔میرا جو کچھ ہے میرا نہیں ہے آپ کا ہے۔حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا تمام مال و دولت اگر دینی اشاعت میں قربان ہو جائیں تو میں مراد کو پہنچ گیا۔اگر خریدار براہین احمدیہ بتوقفِ طبع مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایے کہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کر دوں۔حضرت پیر و مرشد نابکار و شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔میرا منشا ہے کہ براہین کی طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لیے تیار ہوں، دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔(مرقات الیقین فی حیاۃ نور الدین، صفحہ ۱۷۰۸)

اس خط کے ایک ایک حرف سے دونوں کے تعلقات کی نوعیت چھلکتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حکیم نور الدین فنافی الشیطان (مرزا غلام احمد) ہو چکا تھا۔چنانچہ اُس نے مرزا غلام احمد کے بارے یہاں تک کہہ دیا کہ

''یہ تو نبوت کی بات ہے۔میرا تو ایمان یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے واقعی آپ کو صادق اور من جانب اللہ پایا تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔''(سیرۃ المہدی، صفحہ ۹۹۔۹۸)

جادو جو سر چڑھ کر بولے کے مصداق مرزا کا جادو پوری طرح سے حکیم نور الدین کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

اوراس کے بعد اب یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ کیا خوبیاں تھیں جن کی بنا پر ۲۶ مئی ۱۹۷۸ء کو مرزائے قادیانی کی موت کے بعد حکیم نور الدین قادیانی کو تختِ حکومت پیش کیا گیا اوراس نے یہ منصب بخوشی قبول کر لیا۔ مرزا قادیانی پر اندھا دھند یقین واعتماد وہ خوبی تھی جس کی بنا پر حکیم صاحب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے فرد کو جانشینی کے لائق خیال نہ کیا گیا۔ حکیم صاحب کے حکومت پر متمکن ہونے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے ٹوکا اور کہا:

''خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّت چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمھارا امام وخلیفہ بنا دیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان، صفحہ ۲۳۴، جلد ۴۔ (قادیانی مذہب)

(جاری ہے)

☆☆☆

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کر دیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ توفیق وترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز وسرپرستی سے نوازیں۔ شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت　☆ سید الاحرار (طبع دوم)　☆ اعتقادات مرزا

☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل

از شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953

قادیانیت یا کادیانیت اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی مہدویت

مولانا شاہ عالم گورکھپوری*

قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کا ایک گاؤں ہے جو ترقی کر کے اب قصبہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مرزا غلام احمد اسی گاؤں میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا، یہ تاریخ پیدائش خود اسی کی لکھی ہوئی ہے۔ (کتاب البریہ خ ج ۱۳ص ۱۶۴)

رائے کالی رائے صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈپٹی کلکٹر نے ''سیر پنجاب'' مؤلفہ ۱۸۴۶ء میں سرکاری طور پر پنجاب کے اہم مقامات کی تاریخ مع وجہ تسمیہ لکھی ہے۔ اس میں تفصیل سے لاہور، بٹالہ، گورداسپور، امرتسر وغیرہ کا تذکرہ تو ملتا ہے لیکن ''قادیان'' نامی کسی جگہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ مرزا کادیانی نے اس گاؤں کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے کہ اس کا اصل نام ''اسلام پور'' تھا۔ چونکہ اس علاقے میں بھینسیں زیادہ پالی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے اس کا نام ''ماجھی'' پڑ گیا پھر ''قاضی ماجھی'' نام پڑا، پھر بگڑتے بگڑتے قادی اور قادیاں بن گیا (کتاب البریہ خزائن جلد ۱۳ص ۱۶۴) اس بات کی تصدیق کسی قدیم مستند تاریخی کتاب میں ہمیں نہیں ملی۔ لہٰذا مرزا کی بیان کردہ تحقیق پر اعتماد کرنے کی کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی۔ ہاں، اس کی بیان کردہ دیگر تواریخ میں غلط بیانی اور جھوٹ کی وجہ سے اس پر اعتماد نہ کرنا ہی مناسب فیصلہ ہوگا۔ مرزا نے بھی مرزائیوں کو اسی بات کی نصیحت کی ہے کہ ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمۂ معرفت خزائن جلد ۲۳ص ۲۳۱)

قادیان نامی گاؤں کی تاریخی اصلیت کیا ہے؟ اور اس کے صحیح حروف کیا ہیں؟ چھوٹی کاف سے ''کادیان'' لکھا پڑھا جائے یا بڑی قاف سے ''قادیان'' لکھا جائے۔ اس سے کسی کو غرض ہی کیا؟ نہ معلوم کتنے گاؤں کے نام بدلتے بگڑتے رہتے ہیں اور جب کسی گاؤں یا شہر کے نام بدلنے یا بگڑنے سے کسی کے مذہب یا عقیدے میں کوئی فرق نہ آتا ہو تو اس تبدیلی کو موضوع بحث بنانے کی لغویت میں ایک درجہ کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس تبدیلی کا تعلق کسی خاص عقیدہ سے ہو اور مذہب سے یہ معاملہ جڑ جاتا ہو تو پھر اس کی تحقیق کی اہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ اور اگر کسی خاص دعوے کا مرکز ومحور ہو پھر تو اس کی مکمل تحقیق کر کے مدعی کے صدق وکذب کو واضح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

یہی معاملہ لفظ ''قادیان'' اور مرزا کی مذکورہ تحقیق کا ہے۔ جب تک مرزا نے اس کو دعویٰ مہدویت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا تھا تو کسی کو اس کی تحقیق کی ضرورت نہیں تھی، لیکن سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں اُس نے اپنے دعویٰ مہدویت کے ثبوت میں اس بات کا انکشاف کیا کہ چودہ سو سال پہلے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کادیان نامی گاؤں کا نام لے کر پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس گاؤں میں مہدی پیدا ہوگا اور نہ صرف یہ کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا بلکہ اس پیشین گوئی کو اپنے دعویٰ مہدویت کا ایک بڑا ثبوت قرار دیا۔

* نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت۔ دارالعلوم دیوبند

مضحکہ خیز بات تو یہ ہے کہ مرزا کادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ اس سے بہت پہلے ۱۸۹۱ء میں پیش کر دیا تھا لیکن اس دلیل کی خبر اُسے دعویٰ کے کئی سال بعد ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ اس طویل مدت کے دوران فرشتوں کے نام پر اس کے پاس آنے والے شیاطین نے نہ کچھ مرزا کو بتایا اور نہ ہی اس کی ملہمیت کام آئی۔ بیٹھے بٹھائے اچانک ایک دن اسے ایک ایسی کتاب ہاتھ لگی جس کی خبر چودہ سو سال تک میں کسی محدث مفسر کو نہ ہوئی تھی۔ اس کتاب کے حوالے سے مرزا کے مہدی ہونے کی دلیل خود اسی کے قلم سے پڑھیے۔

> ''شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں: ''در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لہا کدعہ..... یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵، مؤلفہ ۱۸۹۶ء)

مرزا کادیانی مسلسل اپنے اس خود ساختہ دلیل کو قوی دلیل منوانے کی فکر میں لگا رہا اور کئی صفحات سیاہ کر ڈالے، لیکن علماء اسلام نے اس جانب کوئی خاص توجہ اس لیے نہیں دی کہ ان کے سامنے مرزا کے اس سے زیادہ اہم دعاوی پہلے سے تھے جو قابل گرفت تھے۔ چنانچہ میدان خالی سمجھ کر جو بات جواہر الاسرار اور اربعین کے حوالہ سے تھی۔ مرزا نے جنوری ۱۸۹۸ء کی اپنی ایک تصنیف ''کتاب البریہ'' میں اس کو براہ راست احادیث صحیحہ کی صف میں شامل کر دیا۔ اس میں لکھتا ہے:

> '' ایسا ہی احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جس کا نام ''کدعہ یا کدیہ'' ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ لفظ کدعہ دراصل قادیاں کے لفظ کا مخفف ہے۔'' (کتاب البریہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۶۰، مؤلفہ ۱۸۹۸ء)

ناظرین! آپ نے دونوں عبارتوں کو بغور پڑھ لیا ہوگا کہ انگریزی دلال کن کن حوالہ سازیوں اور حیلہ بازیوں سے مہدی کے منصب پر براجمان ہونے کی فکر میں ہے۔ مرزا کی ان شاطرانہ چالوں کے پیش نظر ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو مرزائیت کی گمراہی سے بچانے کے لیے لفظ ''کدعہ اور قادیان'' کی تحقیق اب ہر پڑھے لکھے شخص کی مجبوری بن جاتی ہے تاکہ اس کی حقیقت کے تناظر میں مرزا کے جھوٹے دعویٰ کو طشت ازبام کیا جا سکے۔

اس سلسلہ میں ہمارے قارئین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ''جواہر الاسرار'' نامی کتاب حدیث شریف کی نہ کوئی مستند و معتبر کتاب ہے اور نہ ہی شیخ حمزہ کوئی محدث ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس کتاب کے حوالے سے یہ خود ساختہ دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ عوام کے سامنے نہ مرزا نے اس کا کوئی نسخہ پیش کیا، اور نہ ہی کوئی مرزائی پیش کر سکتا ہے۔ اس موقع پر پڑھے لکھے لوگوں کو جو حیرت ہوتی ہے۔ وہ اس پر نہیں کہ مرزا ہوا میں تیر چلا رہا ہے بلکہ اس کی دلیری اور بے حیائی پر ہوتی ہے کہ کسی کے سر کچھ کا کچھ منڈھ دینے اور کچھ کا کچھ بنا دینے میں وہ کس قدر بے باک ہے۔ مرزائیوں سے مذکورہ کتاب طلب کی جا سکتی ہے کہ کہاں شیخ حمزہ نے لکھا ہے اور ''کدعہ'' دال کے ساتھ کہاں لکھا ہے جو قادیان کا معرب ہو گیا۔ یہ سب کچھ مرزا کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے اور بس!

ایک ضعیف درجہ کی حدیث میں '' **یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کرعہ** '' کے الفاظ ملتے ہیں یعنی حرف ''را'' کے ساتھ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''دال'' کے ساتھ یا ''کدیہ'' ''ی'' کے ساتھ۔ جس کو میزان الاعتدال میں علامہ ذہبیؒ نے نقل کر کے اس

کے ضعیف راویوں پر سخت جرح کی ہے اوراس کو موضوع بتایا ہے۔(میزان الاعتدال ج۲ص۶۸۰) یعنی موضوع حدیث میں اگر کوئی لفظ ہے بھی تو ’’کرعہ‘‘ چھوٹی کاف اور’’را‘‘ کے ساتھ ہے اورتمام محدثین نے اس کی وضاحت کی ہے۔اس سے مراد یمن کی ایک بستی ہے نہ کہ ہندوستان کا قادیان نامی گاؤں جس کو مرزا نے خود ہی ایک جگہ لکھا ہے کہ قادیان میں ناپاک فطرت یزیدی الطبع اور پلید لوگ رہتے ہیں۔(ازالۂ اوہام)

اگر مرزا کی مراد یہی حدیث ہے تو ظاہر ہے کہ مرزا کادیانی نے اس میں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

(۱) سب سے پہلے حرف ’’ر‘‘ کو ’’د‘‘ سے بدل دیا۔کرعہ کو کدعہ کردیا۔

(۲) دوسرے نمبر پر ’’کادیان‘‘ کے حروف سے مشابہت پیدا کرنے کے لیے کدعہ کو بھی ’’کدیہ‘‘ بنادیا یعنی حرف ’’ع‘‘ کو ’’ی‘‘ سے تبدیل کردیا۔

(۳) تیسری خیانت یہ کی کہ ’’کرعہ‘‘ لفظ کو ’’کادیان‘‘ کا ایک جگہ معرب بتایا اور دوسری جگہ ’’مخفف‘‘ بتادیا۔معرب کا مطلب تو یہ ہوگا کہ عجمی لفظ کو عربی میں بدل دیا گیا ہے اور مخفف کا مطلب یہ ہوگا کہ عربی میں تبدیل نہیں کیا گیا بلکہ اس عجمی لفظ میں بعض حروف کو حذف کیا گیا ہے۔پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ عجمی لفظ کی عربی بنانے یا کسی لفظ میں تخفیف کرنے کے قواعد الگ الگ ہیں اور دونوں قواعد یہاں نہیں پائے جاتے۔یہ سب کچھ خواہی نخواہی قادیان کو حدیث کا مصداق بنانے کے دھن میں اندھے پن کا کرشمہ ہے۔

(۴) چوتھے نمبر پر آپ غور کریں کہ ان ساری خیانتوں پر جھوٹ کا پشتارا یہ چڑھایا کہ ’’احادیث صحیحہ میں یہ بیان فرمایا گیا ہے‘‘ یعنی ایک دو حدیث نہیں ایسا لگتا ہے کہ گویا بہت سی صحیح احادیث میں مہدی کے ’’کدعہ یا کدیہ‘‘ نامی گاؤں میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔جبکہ ایک جگہ جب خود کو احادیث کا مصداق بنانے سے قاصر رہتا ہے تو اپنی سابقہ تحریروں کے خلاف فروری۱۸۹۹ء میں یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ مہدی کے سلسلے میں جتنی روایات ہیں یا تو سب موضوع اور غلط ہیں۔ ہرگز قابل وثوق و قابل اعتبار نہیں یا پھر ضعیف، متناقض اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور اگر کچھ صحیح ہیں بھی تو کسی پہلے زمانے میں وہ پوری ہوچکی ہیں اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں۔(خلاصہ حقیقت المہدی، مؤلفہ۱۸۹۹ء) سوال یہ ہے کہ جب نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ حالت منتظرہ باقی ہے تو کادیان کو کرعہ کی مصداق بنانے والی بے شمار صحیح احادیث کہاں سے ٹپک پڑیں؟

(۵) اور اپنی تحقیق ایسی کتاب کی جانب منسوب کردی جس کا کچھ پتا ہی نہیں۔اور بفرض محال اگر جواہر الاسرار نامی کوئی کتاب ہو بھی تو اس میں یہ روایت حرف ’’را‘‘ کے ساتھ درج ہوگی جیسا کہ دیگر محدثین نے لکھا ہے نہ کہ ’’دال‘‘ کے ساتھ ہوگی جس کو مرزا نے قادیان کا معرب بنادیا اور اس پر اپنی جھوٹی مہدویت کی عمارت کھڑی کرلی۔

مذکورہ روایت کے سلسلے میں اس مختصر اُوضاحت کے بعد قابل غور نکتہ یہ ہے کہ بقول مرزا ’’قادیان‘‘ کی عربی ’’چھوٹی کاف‘‘ سے ’’کدعہ‘‘ بنائی گئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بڑی ’’قاف‘‘ کہ جگہ چھوٹی کاف کا حرف ادا ہوا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا اہل عرب کے نزدیک ’’ق اور الف‘‘ مستعمل نہیں جو عجمی نام کی عربی بنانے کے لیے خواہ

مخواہ ''ک'' یا ''ذ'' کے بعد ''ع'' کو مستعار لیا گیا؟ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل لفظ ''قادیان'' بھی نہیں بلکہ '' گادیان'' یا ''گدہان'' ہوگا۔ چونکہ اہلِ عرب ''گ'' اور ''دھ'' نہیں استعمال کرتے تو ان کی جگہ ''ک'' اور ''ع'' کو لے لیا گیا ہوگا اور مرزا کی تحقیق کے مطابق ''ماجھی'' جو بولا جاتا ہو وہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہاں گدھے زیادہ پالے جاتے ہوں گے۔ مرزا جی نے جیسے ''را'' کو ''دال'' سے بدل دیا ویسے ہی گدھوں کو بھینسوں سے بدل دیا ہے۔

اور بفرضِ محال اگر مرزا کی ہی تحقیق مانی جائے تو کم از کم اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ پاکیزہ اور مقدس لفظ ''کادیان'' چھوٹی کاف سے ہے نہ کہ ''قادیان''، تو قادیانیوں کو چاہئے کہ بڑی قاف سے نہ لکھ کر چھوٹی کاف سے ''کادیان'' لکھا کریں تاکہ اس سے ان کی اصلیت وحقیقت بھی معلوم ہوجائے۔ یا کم از کم اتنا تو کریں کہ دونوں ہی لکھا کریں، یا دوسرا کوئی ''قادیان'' کو ''کادیان'' لکھے تو اس پر کم از کم اعتراض نہ کریں۔ لیکن یہاں ایک بار پھر ہمارے قارئین کو حیرت ہوگی کہ کادیان لکھنے کو مرزائی معیوب سمجھتے ہیں اور اس پر نہ معلوم کیوں چڑتے ہیں۔ یعنی جس لفظ سے مرزا مہدی بنا اسی سے مرزائیوں کو چڑ ہورہی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ کاد، یکید کیداً کے معنی ہیں دھوکا دینا، مکر کرنا، فریب دینا، شاید اسی لفظ سے ''کادیان'' بنا ہے جس کے خمیر میں مکروفریب ہے۔

انگریزی کے ماہرین کا ماننا ہے کہ بڑی قاف کی آواز انگریزی میں نہیں ہے۔ اسی لیے ''Q'' کا تلفظ ''کیو'' یعنی کاف سے ہوتا ہے۔ جہاں Q لکھا جاتا ہے وہاں چھوٹی کاف سے اس کا تلفظ ہوگا۔ مثلاً ایک دوا ساز کمپنی کا نام ہے MAQS REMEDIES اس میں ''Q'' کا اردو ''میکس'' لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح جہاں QADIYAN لکھا گیا ہے۔ وہاں اردو میں یا عربی میں ''کادیان'' لکھا، پڑھا جائے گا۔ ہاں جس جگہ اصل اردو اور عربی میں بڑی قاف لکھی ہو تو اس کی انگلش میں Q کا حرف لایا جاتا ہے۔ جیسے ''قرآن'' کی انگلش QURAN لکھی جائے گی۔ اس قاعدے کے اعتبار سے بھی جب اصل عربی میں بقول مرزا ''کاف'' ہے تو اگرچہ اس کی انگلش میں Q لکھا گیا ہے لیکن اردو بناتے اور لکھتے وقت چھوٹی کاف سے کادیان ہی لکھا جائے گا نہ کہ قادیان، اس لیے کہ جہاں بھی Q ہو اس کو بڑی قاف سے پڑھا جائے ایسا نہیں ہے۔ گویا انگریزی تلفظ کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے (انگریز جس کی خدمت مرزا جی ساٹھ سال تک بقول خود کرتے رہے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ستارہ قیصریہ وتحفہ قیصریہ) تو بھی قرینِ انصاف یہی قرار پاتا ہے کہ اردو میں قادیان QADIYAN کو ''چھوٹی کاف'' سے ''کادیان'' ہی لکھا جائے جس سے مرزائیوں کی اصلیت معلوم ہوتی ہے اور رسم الخط کے ساتھ ''کیو'' کی صوتی مشابہت بھی باقی رہتی ہے اور مسلمانوں کو تو مرزائیوں کی اصلیت کا لحاظ کرکے کادیان ہی لکھنا پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ کیوں کہ یہی حروف مرزا کی جھوٹی مہدویت کا حقیقی ترجمان ہیں کہ وہ اپنے دعوے میں مہا مکار اور جھوٹا ہے۔ بہر کیف انہی حقائق کے پیشِ نظر راقم سطور کے مضمون میں قادیانی کی جگہ ''کادیان'' لکھا ملے گا۔

میڈیا میں اسلامی تعبیرات اور فتنۂ کادیانیت:

مرزا کادیانی نے جب انگریزوں کے اشارے پر فتنۂ کادیانیت (نہ کہ قادیانیت) کو جنم دیا تو اس نے اپنی مکروہ تحریک کو فروغ دینے کے لیے اُن اسلامی اصطلاحات کے استعمال کا سہارا لیا جن سے غیر شعوری طور پر حق وباطل کا امتیاز اٹھ جائے یا کم از کم اتنا تو ضرور ہوجائے کہ عوام الناس شبہ میں پڑ جائیں کہ حق کیا اور باطل کیا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے

اعتراف کے باوجود کہ قادیانیت کا مسلمانوں سے یا دین اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ قادیانی ہمیشہ خود کو مسلمان ہی کہلانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ایک طرف مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے مرزا کادیانی کی ''خود ساختہ نبوت'' کو مدارِ نجات مانتے ہیں اور دوسری طرف اپنی نوزائیدہ تحریک کے لیے زبان و اصطلاح وہ استعمال کرتے ہیں جو مسلمان استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ تاکہ حقیقت سے ناواقف مسلمانوں کا فکر و شعور یک لخت کادیانی تحریک کی نسبت بدظنی کی طرف مائل نہ ہو۔ اسلامی اصطلاحات اور مسلمانوں کی زبان کا استعمال کادیانیوں کا وہ مضبوط اور منصوبہ بند ہتھکنڈہ ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو بڑی آسانی سے اپنا شکار بنا لیتے ہیں۔

فتنۂ کادیانیت کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے اس حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر کادیانیوں کا رابطہ مسلمانوں کی زبان و اصطلاح سے توڑ دیا جائے تو یہ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔ کیوں کہ زبان و اصطلاح میں فرق پا کر ایک ناخواندہ مسلمان بھی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھنے والے کادیانی بھیڑیے کی آواز کو اپنی فطری قوت سے محسوس کرے گا اور کسی شک و شبہہ میں پڑے بغیر بڑی آسانی سے خود کو محفوظ رکھنے کے سامان فراہم کر لے گا۔ ہر مسلمان کے اندر خداداد ایمانی غیرت و حمیت ہوتی ہے۔ کادیانیوں کی آواز پہچان لینے کی صورت میں مسلمان خود اپنی اندرونی قوت کی بنیاد پر کادیانی فتنہ سے بچاؤ اور اپنے ایمان کی حمایت و حفاظت کرے گا۔ کسی خارجی قوت و سہارے کی اُسے بہت کم ضرورت ہوگی۔

کادیانیوں کے منشاء کے مطابق کادیانی فتنہ کے آغاز سے ہی علماء امت کی کوشش رہی ہے کہ کادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین ویسا ہی خط امتیاز قائم کیا جائے جیسا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ہے۔ تاکہ معاشرت، عبادات، طرز عبادات، حتیٰ کہ مذہبی اصطلاحات اور زندگی کے ہر ہر معاملے میں دونوں کو ایک دوسرے کی شناخت میں کوئی دشواری نہ ہو۔ چنانچہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان یا عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ خط کھنچ جانے کے بعد کوئی مسلمان کسی عیسائی کے معبد کو مسجد یا کوئی عیسائی کسی مسلمان کے معبد کو چرچ کبھی نہیں کہتا۔ کیوں کہ جب نبی اور مذہب الگ تو مذہبی اصطلاحات و زبان بھی الگ ہو گئیں۔ عیسائی اپنے معبد کا نام چرچ رکھتا ہے تو مسلمانوں نے بھی اُسی نام سے اُس کو یاد کیا۔ مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھا تو عیسائیوں نے بھی اس کو قبول کیا۔ گویا آپس میں ایک دوسرے سے امتیازی سرحد قائم کرنے میں دونوں کی باہمی کوششوں کا دخل ہے اور مذہبی معاملات میں دونوں ایک دوسرے سے ممتاز و علیحدہ رہنے میں ہی خوش ہیں اور اسی میں اپنی خوشگوار زندگی تلاش کرتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں کے برعکس کادیانیوں کی ایک دوسری خطرناک پالیسی یہ بھی ہے کہ اگرچہ انھوں نے از خود مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور طرفہ تماشہ یہ کہ صرف اور صرف ہندستان پر قابض انگریزی حکومت کو استحکام بخشنے کی خاطر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی، پھر بھی وہ مسلمانوں میں ہی گھلا ملا رہنا چاہتے ہیں۔ علیحدگی کے باوجود مسلمانوں سے دوری اور امتیازی سرحد گویا اُن کے لیے موت اور مٹ جانے کے مترادف ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کے مابین سب سے پہلے اسلام مخالف نظریات و خیالات اپنا کر خود مرزا کادیانی نے اسلام اور مسلمانوں سے اپنا راستہ الگ کیا۔ آہستہ آہستہ اس کے کفریہ خیالات اور انگریز نوازی کے حقائق سے آگاہی کے بعد مسلمانوں نے بھی مذہب اسلام سے مرزا کادیانی کی علیحدگی کو تسلیم کر لیا اور اس کو اسلام سے خارج مان لیا۔ کچھ دنوں کے بعد

دسمبر ۱۸۸۸ء میں مرزا نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اس کے ماننے والے مرزائی الگ اور اس کے نہ ماننے والے مسلمان الگ۔ چنانچہ دونوں کے مابین حدِ فاصل قائم کرنے کے لیے اس نے اپنے ماننے والوں کا نام مسلمانوں سے الگ تجویز کر کے ''احمدی'' رکھا۔

اس دوران ۱۸۹۰ء سے مسلمانوں کو محض علمی مسائل میں الجھائے رکھنے کی خاطر سابقہ مدعیان مہدویت و مسیحیت، بطورِ خاص بہاء اللہ ایرانی اور سید محمد جونپوری کے دعاوی سے سرقہ کر کے کبھی حیات و وفات عیسیٰ کا مسئلہ اور کبھی خود کو مہدی بنانے کا مسئلہ بھی چھیڑتا رہا لیکن یہ دعاوی منزلِ مقصود یا منزل کا آخری پڑاؤ نہ تھے۔ اسی لیے اپنی علیحدگی اور اپنی جماعت کی مسلمانوں سے علیحدگی کے اعلان کے بعد تیسرے مرحلے میں اس نے یہ قدم بھی اٹھایا کہ پہلے وہ خود کو ''مسلمان'' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ماننے والا ''امتی'' کہا کرتا تھا، لیکن جب دیکھا کہ جماعت میں کچھ الّو پھنس گئے ہیں تو اپنا نام بھی الگ تجویز کر لیا اور ۱۹۰۱ء میں واضح لفظوں میں یہ اعلان کر دیا کہ اب اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ''امتی'' کہنے کی بجائے ''صاحبِ شریعت نبی'' کہا جائے اور اس طرح اس نے اُس حد کو عبور کر لیا جس کے بعد اب کسی جہت سے بھی اسلام اور مسلمانوں سے اس کا یا اس کی خودساختہ جماعت کا واسطہ نہیں رہ جاتا اور یہی وہ آخری منزل تھی جس کے لیے کبھی خادمِ اسلام، کبھی مجدد، کبھی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو مردہ ثابت کر کے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن جانے اور کبھی مہدی ہونے کے تانے بانے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک بنتے جاتے رہے۔

انگریزی نبوت کے اعلان کے بعد پھر حیثیت اور مقام و مرتبہ میں تبدیلی آنی ہی تھی۔ چنانچہ یہاں بھی اس نے خود کو اسلام اور مسلمانوں سے الگ کر لیا اور یہ اعلان کیا جو حیثیت مسلمانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جو اُن کو مدارِ نجات مانے وہی مسلمان کہلائے گا۔ اب وہی حیثیت قادیانی تحریک میں مرزا کی رہے گی کہ جو اسے مدارِ نجات مانے صرف وہی قادیانی کہلائے گا اور صرف اسے ہی نجات ملے گی اور اگر کوئی شخص اُن نظریات و خیالات کو مانے جو مرزا نے اختراع کیے ہیں لیکن مرزا کو نہ مانے بہاء اللہ یا کسی اور کو مانے تو نہ وہ نجات پائے گا نہ وہ ''احمدی، قادیانی'' کہلائے گا۔ ان حقائق کو مختصراً ذرا مرزا قادیانی کے الفاظ میں ملاحظہ کرتے چلیے تاکہ دعویٰ محض دعویٰ نہ رہ جائے۔ ایک اشتہار ''معیار الاخیار'' میں مرزا قادیانی نے الہام کے نام پر اپنا ایک ''اشلوک'' اس طرح لکھا ہے:

> ''جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور صرف تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۸ مطبوعہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء مجموعہ اشتہارات ۲۷۵ ج ۳)

اس کے بعد دسمبر ۱۹۰۰ء میں اپنے خودساختہ نظام کو ''شریعت'' اور ہذیان کو ''وحی'' اور دام اُفتادہ مرزائیوں کو ''اُمت'' سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم** براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں

امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔'' (اربعین، خزائن جلد ۱۷ص ۴۳۵، دسمبر ۱۹۰۰ء)

مذکورہ بالا عربی عبارت بقول مرزا کادیانی، قرآن کی آیت نہیں بلکہ مرزائی ''اشلوک'' کہا جائے یا ''منتر'' کہا جائے۔ اُس میں لفظ ''قُل'' سے امر یعنی حکم کا پتا تو چلتا ہے لیکن ''نہی'' یعنی منع کس لفظ سے معلوم ہوتا ہے یہ معمہ تو مرزائیوں سے حل کیجئے گا۔ البتہ اس کے بعد ''امرونہی'' پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے اپنی ہفوات وخرافات کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دے کر خود کو کس طرح ''مدارنجات'' منواتا ہے۔ وہ بھی پڑھتے چلیے:

> ''اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدارنجات ٹھہرایا۔'' (حاشیہ اربعین ص ۴۳۵)

یہ حقیقت واضح رہے کہ ۱۹۰۰ء سے پہلے مرزا کادیانی موقع پا کر کبھی نبوت کا دعویٰ کرتا اور کبھی خطرہ محسوس کرتا تو انکار بھی کر دیتا تھا لیکن اپنے مرنے سے پہلے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں جو اس نے تحریر لکھی ہے۔ اُس سے دعویٔ نبوت یعنی ۱۹۰۱ء کے بعد سے مرنے تک کی جو کیفیت واضح ہوتی ہے۔ وہ بعینہٖ بلکہ اسی کے رسم الخط میں ملاحظہ کیجئے:

> ''جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام (لاہور) پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا مینے (میں نے) جلسۂ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ...... میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اسپر (اس پر) قائم ہوں اس وقت (اس وقت) تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (کادیانی اخبار بدر جلد ۷ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۸ء، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۰ تا ۲۷۱)

مرزائیوں کے دوسرے نمبر کے گدی نشین مرزا محمود نے اسلام اور مسلمانوں سے مرزائی گروپ کے علیحدہ ہونے اور دونوں کے مابین امتیازی سرحد قائم کرنے کے سلسلے میں یہ ججمنٹ دیا ہے:

> ''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو؟ کیا اس لیے دیتے ہو کہ وہ تمھاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمھاری قوم تو احمدیت ہوگئی۔ شناخت اور امتیاز کے لیے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمھاری قوم، گوت تمھاری ذات احمدی ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آجائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔'' (ملائکۃ اللہ از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ ۴۶، ۴۷ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

اور مرزا کادیانی کے ایک حوالی مسٹر محمد علی لاہوری نے انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے مابین خط امتیاز کو واضح کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے کہ:

The Ahmadiyya movement stands in the same relation to islam in

which christianity stood judaism

(منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰ مطبوعہ قادیان وتبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی ص ۱۲ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر کراچی)

اس میں محمد علی لاہوری نے ''احمدیت'' کو ''اسلام'' سے اسی طرح الگ قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

اور مرزا غلام کادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم، اے، لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ۱۴ نمبر ۳۔۴ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

۱۹۰۱ء سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مرزا کے مرنے تک، مرزا کی لکھی ہوئی کتابوں کا آپ مطالعہ کریں تو جا بجا یہ حقائق نظر آئیں گے کہ جب کسی نے مرزا کی دورخی پالیسی پر نکیر کی کہ مرزا پر خالص اسلامی اصطلاح لفظ ''نبی'' کا استعمال کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ مرزا جی کا نام ونسب اور شخصیت الگ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس الگ ہے تو کبھی مرزا کادیانی، سوال کرنے والوں کو ڈانٹ پلاتا ہوا نظر آئے گا اور کبھی طفل تسلیوں میں مبتلا رکھنے کے لیے مضحکہ خیز تاویلات کے طومار کھڑا کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ایک موقع پر جب کوئی جواب بنتا نظر نہیں آتا تو جھنجھلاہٹ کا شکار ہوکر یہاں تک لکھ مارتا ہے کہ لفظ نبی کے استعمال پر مجھ سے کیوں لڑتے ہو جاؤ خدا سے لڑو کہ اُس نے مجھے اس تعبیر سے کیوں یاد کیا ہے۔

ایک موقع پر یہ جواب دیتا ہے کہ لفظ نبی اگر میں نے اپنے اوپر استعمال کرلیا تو تعجب کی بات کیا ہے؟ میں تو براہ راست (نعوذ باللہ) ''محمد'' ہی ہوں جو دوبارہ کادیان میں جنم لے کر آیا ہوں۔ اس طرح محمد کی نبوت محمد ہی کو ملی صرف ڈھانچہ اور جگہ بدل گئی تو اب اعتراض کی کیا بات ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس ملحدانہ فلسفے کی عبارت خود اسی کے قلم سے:

''میں بموجب آیت **و آخرین منهم لما یلحقوا بهم** بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہوئی پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰، ۱۱ مطبوعہ ربوہ، خزائن ص ۲۱۲ جلد ۱۸)

مرزا کے بیٹے سے کسی نے کہا کہ جب نام، کام، مقصد، جگہ، زمانہ سب کچھ مسلمانوں سے الگ ہے تو پھر ''کلمہ'' بھی کیوں نہ بدل لیا جائے؟ تو اس کے جواب میں وہ لکھتا ہے:

''پس مسیح موعود (مرزا کادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت

پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل ۱۵۸)

ہمارے قارئین نے اس سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ مسلمان اور کادیانی کسی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اور نہ ایک ہوسکتے ہیں۔ دونوں کے درمیان ایسا ہمہ جہت شناختی سرحد قائم ہے کہ جس کا لحاظ نہ کرنا ایک بدیہی حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ایک زبان اور ایک اصطلاح میں دونوں کیسے جمع ہوسکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو مسلمان کہا جائے تو کادیانیوں پر ''مسلم'' لفظ کا لاحقہ کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے معبد کو مسجد کہا جائے تو کادیانیوں کے معبد کو ''مسجد'' کیسے کہا جاسکتا ہے؟ چنانچہ مسلمانوں نے مرزا کادیانی کے منشاء کے مطابق اس کے تمام اعلانات کو قبول کرتے ہوئے اور مرزائیوں کے قائم کردہ سرحدوں کا لحاظ کرتے ہوئے اُنھیں اُن ناموں سے یاد کرنا شروع کردیا جس کے وہ مستحق تھے۔ مثلاً مرزا کو اور اس کے ماننے والوں کو مرزائی، کادیانی، یا کافر وغیرہ ناموں سے، مرزائیوں کے معبد کو مسجد کی بجائے ''مرزاڑا'' یا کادیانی مندر وغیرہ الفاظ سے، اُن کے ہاتھ سے کاٹے ہوئے جانور کو ''ذبیحہ'' کی بجائے ''مردار'' کے لفظ سے اُن کی عبادتوں کو نماز کی بجائے ''پوجا پاٹ'' کے لفظ سے، یہاں تک کہ مرزا نے کہا کہ احادیث صحیحہ میں ''یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ'' میں کدعہ سے مراد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قادیان کو مراد لیا ہے اور عربی میں چھوٹے کاف سے ''کدعہ'' کہا ہے۔ (خلاصہ کتاب البریہ خزائن ج ۱۳ ص ۲۶۰) تو مسلمانوں نے اسے بھی قبول کرتے ہوئے، قادیان نامی گاؤں کو اس کی اصلیت کا لحاظ کرتے ہوئے ''کادیان'' یعنی چھوٹے کاف سے لکھنا بولنا شروع کردیا۔ تاکہ مرزائیوں کے منشاء کے مطابق مسلمانوں اور کادیانیوں کے مابین واضح دوری دکھائی دے۔ لیکن اِن واضح حقائق کے باوجود مرزائیوں نے یہ بھی کوشش کی کہ اگر مسلمانوں سے زبان واصطلاح میں بھی علیحدگی اختیار کی گئی تو پھر اسلام اور کادیانیت کے مابین مشرق ومغرب کا فرق واضح طور پر دکھائی دے گا اور کوئی مسلمان کادیانیت کے دامِ تزویر میں نہیں پھنسے گا۔ اس لیے انھوں نے مسلمانوں کو دھوکہ میں مبتلا رکھنے کے لیے اپنی عبادات اور روزمرہ کے معاملات میں انہی تعبیرات واصطلاحات کو اپنائے رکھا جو مسلمان پہلے سے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، مسجد، مدرسہ، قبرستان، دفن، کفن، سلام، وغیرہ تاکہ ایک عام آدمی کو معلوم ہی نہ ہوسکے کہ کادیانیت اور اسلام میں کوئی فرق بھی ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں جن الفاظ سے مرزا کے لیے بقول ان کے پیش گوئی کی تھی اس کو مسترد کرتے ہوئے کادیان کو چھوٹے کاف سے لکھنے کی بجائے قادیان لکھنا لکھانا شروع کردیا۔ یعنی جس دلیل کی بنیاد پر مرزا مہدی بننا چاہتا ہے اس کی جڑ ہی کاٹ ڈالی۔

بہر کیف یہ صورت حال بھی کچھ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہی۔ وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا کادیانی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا لیکن اب یہ اقدام حکومت برطانیہ کے بل بوتے کس قدر جارحانہ ہے۔ اس پر غور کیجئے کہ اب واضح لفظوں میں خدا کی جانب منسوب کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ سچا مسلمان کہلانے کا حق دار صرف وہ شخص ہے جو اس کو بلکہ صرف ''اسی کو نبی'' اور مدارِ نجات مانے۔ گویا ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک بیس سال کے عرصے میں مرحلہ وار آہستہ آہستہ اسلام اور مسلمانوں سے اپنی علیحدگی کے اعلان کے باوجود وہ اس بات پر بھی بضد ہے کہ صرف اسے اور اس کی نوزائیدہ مٹھی بھر جماعت کو ہی مسلمان کہا جائے۔ بقیہ اس کے مخالفین جتنے ہیں وہ سب کے سب کافر کہے جائیں گے اور مرزائیوں کا جس جگہ غلبہ ہو، وہاں نام کے اِن مسلمانوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو کافروں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی رشتہ، ناطہ، عبادات ومعاملات، روٹی سے لے کر

قبرستان کی مٹی تک نام کے مسلمانوں کے ساتھ کفار جیسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔ اب یہ دونوں نہ ایک جگہ دفن کیے جاسکتے ہیں نہ ایک قبرستان میں جمع ہوسکتے۔ نیز مرزا کادیانی اس بات پر بھی بضد ہے کہ وہ جو کچھ کہے اور جو کچھ لکھے بس وہی ''اسلام'' ہے۔ اس کے ماسوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن و حدیث اور محدثین کی تفاسیر و تشریحات (نعوذ باللہ) سب ردّی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ہیں۔

ابتدا میں بہت سے مسلمانوں نے مرزائیوں کی اس شاطرانہ چال کو سمجھا ہی نہیں اور جب سمجھا تو وقت بہت آگے جاچکا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا نے جب مسلمانوں سے اور دین اسلام سے علیحدگی کا اعلان کیا تو پہلے ہی دن سے مسلمانوں اور کادیانیوں کے مابین ہمہ جہت خط امتیاز قائم کرنے کی پوری کوشش کی جاتی۔ لیکن ہوا یہ کہ جب علماء اسلام نے خط امتیاز قائم کرنے کے لیے محنت شروع کی تو انتہا یہ ہوچکی تھی کہ مرزا کادیانی کی دورخی پالیسیوں کے سبب اور اس سے کہیں زیادہ ہماری غفلت کے سبب ہمارا ہی ایک عام مسلمان اس شک وشبہہ کا شکار ہوچکا تھا کہ کادیانی ہمارے گھر کے ہیں یا باہر کے؟ انھوں نے یہ دیکھا کہ مرزائی اپنے اعلان کے مطابق تو اسلام سے باہر کا آدمی دکھائی دیتے ہیں لیکن جب یہ دیکھا کہ مسلمان روز مرہ کے معمولات میں اُن کی نسبت جو تعبیرات و زبان استعمال کرتے ہیں اس حساب سے تو دونوں ایک ہی جیسے معلوم ہوتے ہیں تو پھر انھیں شک ہوگیا کہ مرزائیوں کو باہر کا آدمی کیسے مانا جائے؟ جب مسلمان خود اُن کے معبد کو مسجد کہتے ہیں تو اُس میں نماز کیوں نہ پڑھی جائے اور جب مسلمان اُن کے کاٹے ہوئے جانور کو ''ذبیحہ'' کے لفظ سے یاد کرتے ہیں تو اسے کھایا کیوں نہ جائے؟ جب اُن کے پنڈتوں کو مولانا، حافظ معلم، مفتی کہا جاتا ہے تو اُن سے دینی مسائل کیوں نہ پوچھے جائیں؟

ہائے افسوس! بعض مسلمانوں نے اس منزل میں پہنچ کر بھی کادیانیوں سے اسی زبان میں بات کی جس زبان میں گھر کے آدمی سے بات کی جاتی ہے۔ ایک طرف تو یہ کوشش کی جانے لگی کہ کادیانی باہر کے ہیں گھر کے نہیں، انہیں کافر کہا جائے، مرتد کہا جائے وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف اپنی اس کوشش کے لیے جو تعبیرات استعمال میں لائی گئیں وہ وہی تھیں جو گھر کی ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائیوں کی منصوبہ بند کوشش تو تھی ہی کہ زبان و بیان میں یکسانیت رکھی جائے تا کہ کادیانیت اور اسلام کے درمیان واضح دوری نہ دکھائی دے۔ اب ہماری تعبیر کی غلطیوں سے پبلک ایک بار پھر دھوکے میں مبتلا ہوگئی کہ جب کادیانیوں کی عبادت گاہیں مسجد کہلاتی ہیں اور جب اُن کے پڑھے لکھے لوگ بھی عالم حافظ ہی کہلاتے ہیں، اور جب اُن کی تعلیم گاہیں مدرسہ و مکتب کہلاتے ہیں اور جب اُن کی عبادتوں کو بھی نماز، روزہ، حج، کہا جاتا ہے، یعنی اُن کے حق میں تمام تر تعبیرات واصطلاحات وہی ہیں جو مسلمانوں کے حق میں ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں؟

ناظرین غور کریں کہ ہماری غفلت سے معاملہ نے کیا رخ اپنالیا، پہلے ہمارا مسلمان بھائی کادیانیوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ جب تم نے اسلام اور مسلمانوں سے علیحدگی کا اعلان کر دیا تو خود کو مسلمان، اپنے معبد کو مسجد، اپنے پنڈتوں کو عالم، حافظ کیوں کہتے ہو؟ اب وہی مسلمان بھائی ہم سے پوچھتا ہے کہ مسلمان جب، کادیانیوں کے معبد کو مسجد کہتے ہیں۔ کادیانیوں کے پنڈتوں کو عالم حافظ کہتے ہیں تو پھر کادیانیوں کو مسلمان کیوں نہیں کہتے۔ گویا ہماری غلط تعبیر اور اسلامی زبان استعمال کرنے سے ایک مسلمان دھوکے میں مبتلا ہوکر جو سوال کادیانیوں سے کرنا تھا وہ ہم سے کرنے لگتا ہے۔

مسلمانوں کی غفلت سے معاملہ بالکل ایسا ہی ہوجاتا ہے جیسے کہ چار بھائی اپنے والدین کے ترکہ کے سلسلے میں گھر کے اندر بحث کررہے ہوں۔اسی دوران کوئی شاطر موقع غنیمت سمجھ کر معاملہ سلجھانے کے بہانے سے گھر میں گھسا اور معاملہ گرم پا کر اُس نے خود ہی ترکہ میں حصہ داری کا دعویٰ کردیا۔اُس کے دعویٰ کے بعد بھی حقیقی وارثوں کو اپنی غلطی کا احساس نہ ہوا کہ اس شاطر کو پہلے گھر سے نکال باہر کرتے اور اُس زبان میں بات کرتے جس میں کسی چور اُچکے سے بات کی جاتی ہے۔بجائے اس کے وہ اس بحث میں الجھ گئے کہ آپ کا یہ دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔عالی جناب آپ تو باہر کے آدمی ہیں اور اس کے دعوے پر آپس میں شور مچانے لگے۔شاطر نے موقع سے ایک اور فائدہ اٹھایا اور نہایت ڈھٹائی سے خود ہی شور مچانے لگا کہ پہلے تم سب گھر سے باہر نکلو،پھر بات کرو، یہ پوری جائداد ہماری ہے۔اس شور وشغب میں راستہ چلتے کچھ راہ گیر جمع ہوئے تو سارے بھائی اپنی اپنی کہانی سنانے لگے۔اس ہنگامے سے شاطر نے ایک اور فائدہ اٹھایا اور عوام کو مخاطب کر کے گویا ہوا کہ صاحب چونکہ میں ہی حقیقی وارث ہوں۔لہٰذا پہلے میری روئداد سنی جائے، گویا ساری پنچایت گھر میں بیٹھے بیٹھے ہو رہی ہے اور اُسی زبان میں ہو رہی ہے جس زبان میں گھر کے افراد سے باتیں کی جاتی ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ ان حالات میں باہر سے آنے والے لوگ یہی تاثر قائم کریں گے کہ وہ پانچواں بھی حقیقی وارث ہی لگتا ہے یا کم از کم انہی کا بھائی برادر ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ کوئی آم کہہ رہا ہے کوئی املی،اگر یہ پانچواں،ان کا بھائی نہ ہوتا بلکہ باہر سے گھس پیٹھ کرنے والا کوئی شاطر ہوتا تو گھر میں بیٹھ کر آرام سے یہ پنچائیت نہ ہوتی بلکہ حقیقی وارثوں پر لازم تھا کہ پہلے اُس شاطر کو گھر کے چوکھٹ سے نکال باہر کرتے،پھر اس سے اُس زبان و انداز میں بات کرتے جس زبان میں کسی چور،ڈکیت اور شاطر سے بات کی جاتی ہے۔تاکہ حقیقت سے ناواقف ایک راہ گیر بھی از خود یہ فیصلہ کرتا کہ کون حقیقی وارث ہے اور کون ڈکیت ہے۔گھر میں بیٹھ کر اہل خانہ جیسی زبان میں باتیں کرنے سے تو یہی تاثر قائم ہوگا کہ وہ ڈکیت بھی اہل خانہ میں سے ہی ایک فرد ہے۔

مذکورہ بالا مثال کوئی مثال نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔اس حقیقت کو ملاحظہ فرمائیے۔مرزا کے بیٹے مرزا بشیر ایم اے کی زبان و قلم سے اور دیکھئے کہ خادم اسلام کے بہانے سے گھس پیٹھ کرنے والا مرزا کادیانی کس ڈھٹائی سے اسلامی جائداد پر اپنا قبضہ جماتا ہے۔اس حقیقت کو کادیانیوں کے آرگن ''الحکم'' میں آپ پڑھ سکتے ہیں،لکھا ہے:

> ''جو شخص چوروں کی طرح بھیس بدل کر چھپ چھپ کر رک رک کر ہر آہٹ پر کان دھرتے ہوئے اور ہر چیز پر سہمی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے کسی کے مکان میں رات کو گھستا ہے۔وہ لاریب مجرم تو ہے اور اپنی سزا پائے گا مگر ڈاکو نہیں کہلائے گا اور نہ ڈاکے کے جرم میں پکڑا جائے گا۔اسی طرح نہ وہ شخص ڈاکہ کے جرم کی سزا پاسکتا ہے جو مکان اور اثاثۂ مکان کا مدعی بن بیٹھتا ہے۔فافہم۔'' (الحکم ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۲۴ء)

جو کیفیت ایک چور کی بیان کی گئی ہے وہ کیفیت کسی اور کی نہیں بلکہ مرزا کادیانی کی ہے۔آپ کادیانی کتب میں غور فرمائیں تو یہ حقیقت کھل کر واضح ہوتی ہے کہ مرزا کادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء تک پورے بیس برس میں کبھی چھپ چھپ کر کبھی رک رک کر لوگوں کی آہٹوں پر پوری نظر رکھتے ہوئے کبھی خادم اسلام کا،کبھی مجدد ہونے کا کبھی محدث ہونے کا بھیس بدل کر اسلامی قلعے میں داخل ہوا اور ۱۹۰۰ء میں مسلمانوں کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یکا یک ''مکان اور اثاثۂ مکان'' کا مدعی بن بیٹھا کہ اب مکان اور مکان کا مکمل اثاثہ ہمارا ہے۔اس کے بعد تمام مسلمانوں کو اسلامی قلعے سے باہر کا راستہ دکھانے لگا کہ سارے مسلمان کافر اور صرف مرزا کے ماننے والے مٹھی بھر مرزائی مسلمان۔

مگر ہائے رے غفلت! کہ آج بھی مسلمان، گھر کی اُسی زبان میں مرزائیوں سے بات کرنے پر تلا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزائیوں نے فلاں مقام پر اپنی ''مسجد'' بنالی ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذہب تبدیل ہونے کے بعد کبھی عیسائیوں کے معبد کو ''مسجد'' کہا گیا؟ یہودی بھی ایک خدا اور خدا کے ایک نبی کو مانتے ہیں تو کیا ان کے معبد کو بھی ''مسجد'' کہا گیا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو مرزائیت تو مذہب بھی نہیں۔ یہ تو خالص انگریزوں کا بویا ہوا ایک فتنہ ہے جو ملک اور ملتِ مسلمہ دونوں کے لیے یکساں طور پر خطرناک ہے، پھر اُن کے معبد کو ''مسجد'' کس طرح کہنا درست ہوگا۔ اسی طرح ہندو مذہب کے جانکار کسی ''پنڈت جی'' کو یا عیسائی مذہب کے جانکار کسی ''پوپ، پادری'' کو کبھی ''عالم حافظ، مولانا'' کے لفظ سے یاد کیا گیا؟ اگر نہیں تو پھر کادیانی پنڈتوں کو ''عالم، حافظ یا مبلغ کے لفظ سے یا اور کسی اسلامی اصطلاح وزبان سے انہیں کیوں یاد کیا جاتا ہے؟ کادیانی تو چاہتے ہی ہیں کہ انھیں اسلامی اصطلاحوں سے یاد کیا جائے تاکہ وہ آسانی سے مسلمانوں میں گھلے ملے رہیں۔ افسوس کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ بھی اس معاملہ میں نادانستہ یا دانستہ طور پر اُن کا معاون بن رہا ہے۔

قارئین کرام! اگر ہمارا دعوی درست ہے اور دلائل آپ کے سمجھ میں آگئے تو میں گزارش کروں گا کہ کسی کادیانی کو اسلامی زبان واصطلاح سے نہ یاد کیا جائے بلکہ اُن کے لیے وہ زبان استعمال کی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کن اصطلاحات کے مستحق ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا کے ملحدانہ دعاوی میں سے سب سے پہلا دعویٰ ۱۸۹۰ء میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا ہے اور سب سے آخر میں اس نے ۱۹۰۴ء میں ''کرشن رودّر گوپال'' ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا دعویٰ تو ۱۹۰۰ء میں اِن دونوں دعووں کے درمیان کا ہے۔ لہٰذا سب سے بہتر اور منصفانہ صورت یہ ہے کہ مرزا کے پہلے دعویٰ یعنی دعویٔ مسیحیت کی جانب نسبت کرتے ہوئے یا تو اُن اصطلاحات وتعبیرات سے مرزائیوں یاد کیا جائے۔ جن سے مسیحیوں، عیسائیوں کو یاد کیا جاتا ہے یا سب سے اخیر دعوی یعنی دعویٔ کرشن اوتار کا اعتبار کرتے ہوئے اُن اصطلاحات سے یاد کیا جائے جن سے ''کرشن جی'' کے ماننے والوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مضمون کے اخیر میں کچھ اصطلاحات ذکر کی جاتی ہیں۔ بقیہ جہاں ضرورت ہو مذکورہ اصول کو سامنے رکھ کر آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ بوقت ضرورت کونسی زبان استعمال کی جائے۔

رہا یہ سوال کہ اگر ہندو برادران وطن ہمارے اوپر اعتراض کریں کہ ہمارے دھرم کی زبان مرزائیوں پر کیوں استعمال کی جاتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندو برادران وطن کو چاہئے کہ بجائے ہمارے اوپر اعتراض کرنے کے مرزائیوں کی ناک میں نکیل ڈالیں کہ جو شخص اس لائق بھی نہیں کہ اسے ہندو مذہب کی اصطلاحوں سے یاد کیا جاسکے پھر وہ ''کرشن اوتار، یارودّر گوپال، یا جے سنگھ بہادر'' ہونے کا دعوی کیسے کرتا ہے؟ اور ہندو دھرم کو بگاڑنے پر کیوں تلا ہوا ہے؟ اگر وہ مرزائیوں پر لگام لگائیں گے تو یہ اعتراض جڑ سے ہی ختم ہوجائے گا کہ نہ مرزا ''کرشن اوتار'' ہونے کا دعویٰ کرے گا نہ کوئی شخص ہندو مذہب کی تعبیرات سے مرزائیوں کو یاد کرے گا۔ اس کے برعکس مرزائیوں کو تو کھلی چھوٹ دی جائے کہ مرزا کادیانی ''کرشن اوتار'' ہونے کا دعوی کرتا پھرے اور اُسے کرشن اوتار کے ماننے والوں کی زبان واصطلاح سے یاد بھی نہ کیا جائے تو یہ اعتراض بجائے خود باطل وبے سود ہوگا۔

یہی معاملہ عیسائیوں کے ساتھ بھی ہے کہ اگر وہ مرزا کادیانی کے دعویٔ مسیحیت پر لگام نہیں کستے تو عیسیٰ مسیح کے ماننے والوں کی زبان واصطلاح کے استعمال سے کسی کو روک بھی نہیں سکتے۔ کیوں کہ ''کتّے کو چھوڑنا اور ڈھیلے کو باندھنا'' انصاف نہیں ہے۔

انصاف یہ ہے کہ جس طرح مسلمان کسی قیمت پر یہ برداشت کرنے کو تیار نہیں کہ مرزا جیسے بدطینت شخص کو لفظ ''نبی، مسیح، مہدی'' سے یاد کیا جائے۔ اسی طرح ہندو، اور عیسائی برادران وطن کو مسلمانوں کے دوش بدوش ہو کر مرزائیوں کی تخریبی ذہنیت اور کسی بھی دہرم کو بگاڑنے کی فتنہ پردازی کے خلاف میدان میں آنا ہوگا تاکہ مذہبی فتنہ وفساد سے بچا کر اپنے ملک کو امن کا گہوارا بنایا جاسکے۔

ممکن ہے کہ کوئی مرزائی ایک بار پھر مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرے کہ مسلمانوں کے بزرگوں نے تو آج تک انھیں اسلامی تعبیرات سے یاد کیا پھر کیا وہ لوگ غلطی پر تھے؟ تو اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ نرا مغالطہ ہے یا پھر قادیانیوں کے خلاف دور اوّل میں تصنیف کی جانے والی کتابوں سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ بالکل ابتدائی مرحلے میں تو مرزا کادیانی کی دورخی پالیسیوں کے سبب بہت سے مسلمان اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ مرزا کادیانی نے خود کو اسلام سے علیحدہ کرنے کا جو اعلان کیا ہے۔ اس کی صحیح پوزیشن کیا ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں علماء احناف اور بعض دیگر علماء کے مابین اختلاف ہو گیا۔ لدھیانہ اور امرتسر وغیرہ کے حنفی علماء چونکہ حقائق سے واقف تھے۔ اس لیے مرزا کادیانی کے کفریہ اقوال وخیالات کی روشنی میں مرزا کے اسلام سے نکل جانے کی تصدیق کر کے اوائل میں ہی اس کو کافر کہنے لگے تھے۔ لیکن بعض علماء جو مرزا کی دورخی پالیسی کو بھانپ نہیں سکے۔ مرزا کے کفریہ اقوال کی بھی تاویل کر کے اس کو مسلمان کہلوانے پر تلے ہوئے تھے۔ اکثر علماء یہ کہتے تھے کہ مرزا نے جو الہام کا یا خادم دین یا مجدد ہونے کا یا مصلح ہونے کا بورڈ لگایا ہے۔ اُسے الہام نہ کہا جائے بلکہ اسے ''ہفوات'' کہا جائے۔ اُسے مجدد یا خادم دین کے لفظ سے تعبیر کرنے کے بجائے ''جھوٹا'' کہا جائے۔ مسلمان کی جگہ اسے ''کافر'' کہا جائے۔ لیکن کچھ لوگ مرزا کی حمایت میں کھڑے ہو کر علماء کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو سکا کہ مرزا کے لیے کون سی زبان استعمال کی جائے۔ ۱۸۹۰ء میں جب اُن لوگوں پر بھی حقیقت آشکارہ ہو گئی تو انھوں نے بھی مرزا کے ''الہام'' کو ''ہفوات'' اور خود اس کو ''مسلمان'' کہنے کی بجائے اس کے اسلام سے نکل جانے کی تصدیق کر کے ''کافر'' کے نام سے ہی یاد کرنا شروع کر دیا۔

کچھ لوگ وہ بھی تھے جو مرزا کی گہری دوغلی پالیسی کے سبب ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۰ء تک اس کے دام فریب میں مبتلا رہے۔ کیوں کہ مرزا چوروں کی طرح چھپ چھپ کر کبھی نبوت کا دعویٰ کرتا اور کبھی فضا، ناہموار دیکھ کر انکار بھی کر دیتا تھا۔ چنانچہ بہت سے مسلمان جنھیں ان حقائق کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہ تھی۔ وہ اب بھی گومگو کی کیفیت میں مبتلا تھے اور وہ اُس وقت مرزا سے الگ ہوئے جب اُس نے ۱۹۰۰ء میں کھل کر ''نبوت'' کا دعویٰ کر دیا۔ آپ اس دور کی تصنیفات کا مطالعہ کریں اور علماء اسلام کی تحریروں کو دیکھیں تو یہ غلط فہمی خود بہ خود دور ہو جائے گی کہ عمومی طور پر حقائق سے واقف کار مسلمانوں اور علماء نے تعبیرات بدل دی ہیں۔ مرزا کو کوئی ''دجال'' لکھتا ہے کوئی ''کذاب'' لکھتا ہے، کوئی ''منشی غلام احمد'' لکھتا ہے اور عمومی طور پر لوگ مرزائیت کو ''مذہب'' کی بجائے ''فتنہ'' لکھتے ہوئے ملیں گے۔ کچھ مصنفین نے مرزا کو ''کرشن مہاراج'' ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ہمارے سمجھدار علماء نے ابتدا ہی سے اس کی کوشش کی کہ مرزائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہمہ جہت خط امتیاز قائم کیا جائے تاکہ دونوں کے درمیان کی دوری واضح طور پر ہر کس وناکس کو دکھائی دے۔ اب یہ ذمہ داری بعد والوں کی ہے کہ دین ودنیا کے تمام مراحل میں کادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین امتیاز قائم رکھنے کی کوشش جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ روزمرّہ کے معمولات میں بھی وہی زبان وتعبیرات اپنائی جائیں جس سے دونوں کے درمیان فرق واضح رہے۔

لیکن کچھ تو ہماری غفلت نے دوری بنائے رکھنے کی محنت کو جاری رہنے نہ دیا اور کچھ مرزائیوں کی دورخی پالیسی نے ایسے حالات بنا دیئے کہ مرزائیوں کی تحریروں میں اسلامی تعبیرات واصطلاحات پڑھ کر حقائق سے ناواقف بعض مسلمان اہل قلم کچھ اس طرح متأثر ہوئے کہ انھوں نے بھی اُسی زبان میں قلم چلانا شروع کیا جوزبان، منصوبہ بندی کے تحت مرزائی چاہتے تھے اور تقسیم ہند کے بعد تو حالات یہاں تک تبدیل ہوئے کہ صحافت کی دنیا میں ایڈیٹران وقت مرزائیوں کو لفظ ''قادیانی، کادیانی'' سے تعبیر کرنے کو سیکولرازم کی خلاف ورزی گردانننے لگے۔ اُنھیں سیکولرازم کی ترقی اس میں نظر آنے لگی کہ ملک وملت کے غدار، انگریزوں کے ان دلالوں کو ''احمدیہ مسلم'' لکھا جائے اور نھیں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث جیسے مسلمانوں کا فرقہ تصور کیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ حالات اب تبدیل ہونے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ کادیانیوں کے بعض زرخرید صحافی وایڈیٹران کو چھوڑ کر تقریباً تمام ہی اردو وہندی اخبارات میں اب کادیانیوں کو چھوٹے کاف سے نہ سہی لیکن بڑے قاف سے ''قادیانی'' لکھا جانے لگا ہے۔ ورنہ کچھ دنوں قبل دہلی میں ایک اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے خود راقم سطور سے ایک موقع پر سوال کرلیا کہ جب کادیانی خود کو ''احمدی مسلم'' لکھتے پڑھتے ہیں تو اُنہیں ''کادیانی'' لفظ سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ توان کے منشاء کے خلاف ہے۔ راقم نے جواب دیا کہ ''احمدیت'' کا لفظ وجود پذیر ہی اس پس منظر میں ہوا تھا کہ ہندستان انگریزوں کے ہاتھ میں ہمیشہ کیلیے غلام رہے۔ صرف اور صرف اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مرزا کادیانی نے مسلمانوں سے الگ ''احمدیہ جماعت'' بنائی تھی۔ پھر تو آپ کو چاہئے کہ اُن کی خواہش کے احترام میں ہندستان انگریزوں کے حوالے کرکے اُن لوگوں کو غدار لکھیں جنھوں نے ہندستان کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرانے کی کوشش کی اور نام کے ''احمدیوں'' کی خواہش کے خلاف کیا۔ اگر یہاں ان کی خواہش کو ملحوظ رکھا جاتا ہے تو پھر دوسرے مواقع پر اس کی خلاف ورزی صحافت کی دنیا میں کیوں کی جاتی ہے ؟۔ اور اگر صحافتی دنیا کو حقائق سے واقفیت نہیں تو بتائے جانے کے بعد بھی ''احمدیہ مسلم'' کا لاحقہ مرزائیوں کے ساتھ لگانے پر بے جا اصرار کیوں کیا جاتا ہے؟ اسی طرح مسلمانوں کے معبد کے لیے خاص لفظ ''مسجد'' کو مرزائیوں کے معبد پر استعمال کیوں کیا جاتا ہے؟ یا مرزائیوں کے پادریوں اور پنڈتوں کو ''مبلغ، عالم، حافظ'' وغیرہ اسلامی اصطلاحات سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا یہ مٹھی بھر کادیانیوں کی خواہش کے احترام میں دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو قلبی اذیت دینے اور مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی بات نہیں؟

نمبر	اسلامی اصطلاح	مرزائیوں کو کیا کہا جائے	نمونے کے طور پر استعمال کا طریقہ
۱	مذہب، اسلام مذہب، ہندو مذہب	فتنہ تحریک، کادیانیت	مرزائی فتنہ، مرزائی تحریک، کادیانی تحریک، مرزائی فتنہ پر ''مذہب'' کا لفظ استعمال نہ کیا جائے اس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے
۲	نبی، مجدد، مہدی،	مسیلمہ پنجاب	مرزا کادیانی پر اُن الفاظ کی جگہ مسیلمہ پنجاب، انگریزوں کا دلال کہا جائے
۳	قران مجید	کتھا، گرنتھ، رامائن	مرزائیوں کا رامائین، مرزائیوں کی کتھا سلوئی، یا مرزائیوں کا گرنتھ، مرزائیوں کی ''تذکرہ'' نامی کتاب کو قرآن سے تشبیہ نہ دی جائے
۴	قرآن مجید کی آیت میں ہے	منتر، اشلوک	مرزا کی کتھا کا اشلوک ہے، منتر میں ہے، الہام کے نام پر مرزا کے پیش کردہ ہفوات کو ''آیت'' یا الہام سے تعبیر نہ کیا جائے
۵	حدیث شریف	بات، ہفوات، کتھا	مرزا کی بات، مرزا کا ہفوات، مرزا کی کتھا، مرزا کی باتوں کو حدیث شریف سے تشبیہ نہ دی جائے

۶	روایت، حدیث شریف کی روایت ہے	کتھا، بات	مرزا کی کتھا میں ہے، یہ مرزا کی کتھا ہے، وغیرہ، مرزا سے منقول کسی بات کو ''روایت'' کے لفظ سے تعبیر نہ کیا جائے
۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے	طریقہ، کرتوت، عمل	مرزا کا طریقۂ کار ہے، مرزا کی کرنی کرتوت ہے، مرزا کا عمل ہے، یہ کبھی نہ کہا جائے کہ یہ مرزا کی ''سنت'' ہے،
۸	خلیفہ، خلافت،	گدی نشین، پروہت	گدی نشین، مرزا کا پہلا گدی نشین، مرزا کا پہلا پروہت، مرزا کے گدی نشینوں کو خلیفہ، خلافت سے تعبیر نہ کیا جائے
	بیعت	گرو سے تعلق جوڑنا	فلاں نے مرزا کادیانی سے گرو تعلق جوڑا، سمبندھ قائم کیا، مرزائی وہ ہے جو مرزا کادیانی کو گرومان کر اس سے روحانی تعلق جوڑے
۱۰	پیر و مرشد	گرو،	گرو، مرزائیوں کے گرو، یہ کبھی نہ کہا جائے کہ مرزائیوں کے پیر و مرشد نے یہ لکھا ہے بلکہ اس کی جگہ ''گرو'' کا لفظ استعمال کیا جائے
۱۱	مرید	ماننے والا	انویائی، ماننے والا، فالوورس، پروہت
۱۲	مسجد	مرزاڑا	مرزاڑا، بروزن ایمان بگاڑا، مرزائی معبد، مرزائی مندر
۱۳	مدرسہ، مکتب، دارالعلوم	مرزاشالہ، شکچھا گھر	مرزاشالہ، بروزن پاٹھ شالہ، مرزائی اسکول،
۱۴	عالم، حافظ، مبلغ، معلم، مفتی، مولانا	پنڈت، پادری	مرزائی پنڈت، مرزائی پوپ، مرزائی پادری، وغیرہ
۱۵	امام	پجاری	مرزائی پجاری، مرزائی پادری
۱۶	مفتی ، مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا	پنڈت	مرزائی پنڈت نے یہ فیصلہ دیا، جزمنٹ دیا،
۱۷	مسئلہ، مولانا صاحب یہ مسئلہ بتایا	قانون	مرزائی پادری نے یہ قانون بتایا،
۱۸	نماز	پوجا، ایشور بھکتی	مرزائی روزانہ پانچ وقت پوجا پاٹ کرتے ہیں، مرزائی ہون کرتے ہیں، مرزائی ایشور بھکتی کرتے ہیں۔
۱۹	مسلمانوں نے جمعہ یا عید کی نماز پڑھی،	تیوہار، سالانہ پوجا	مرزائیوں نے ہفتہ واری پوجا کیا، تیوہار کا پوجا چڑھایا، سالانہ پوجا پاٹ کیا۔
۲۰	اذان	پکار	پوجا کے لیے پکار، مرزائیوں نے اپنے پراتھنا کے لیے الارم بجایا، پکار لگائی، مرزائی پوجا سے پہلے پکار لگاتے ہیں
۲۱	روزہ	اُپواس اُپاسنا، برت	مرزائی اُپواس، رمضان میں مرزائی اُپاسنا کرتے ہیں، مرزائی برت رکھتے ہیں۔
۲۲	حج	یاترا،	مرزائی یاترا، مکہ مدینہ یاترا کرنے جاتے ہیں، یاترا کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۳	زکوٰۃ	دان،ٹیکس	مرزائی دان، مرزائی اپنا سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔
۲۴	صدقہ	دان پن	دان پُن، مرزائی دان پُن کرتے ہیں
۲۵	وفات، شہادت	مرزا، ہلاک ہونا	مرنا، مرزائی مرگیا، مرزائی ہلاک ہوگیا
۲۶	قبرستان، مقبرہ	مرگھٹ، مردہ گھر	مرزائی مرگھٹ، مرزائی سمسان گھاٹ، مرزائی مردہ گھر
۲۷	جنازہ جارہا ہے	مردہ، ارتھی	مرزائی مردہ جارہا ہے۔ مرزائی لاش جارہی ہے، ارتھی جارہی ہے
۲۸	دفن کیا گیا	دبایا گیا	گاڑ دیا گیا، زمین میں دبا دیا گیا
۲۹	کفن پہنایا گیا	لپیٹا گیا	کپڑے میں لپیٹا گیا، کپڑا اوڑھایا گیا
۳۰	جنازے کی نماز ادا کی گئی، جنازہ پڑھا گیا	پوجا کی رسم	مرزائی مردے پر پوجا کیا، مردے پر پوجا کی رسم ادا کی گئی
۳۱	اُم المومنین	مرزائی ماتا	مرزا کی بیویوں کو، مرزائیوں کی ماں، یا مرزائی ماتا کہا جائے
۳۲	صحابہ رسول ﷺ	حواری	مرزا کے حواری، مرزا کے ساتھی، مرزا کے یار دوست
۳۳	اُمت	ماننے والے	مرزائی فالوورس، مرزا کے ماننے والے پروہت
۳۴	جلسہ، اجلاس، اجتماع	میلہ، سبھا	مرزائی میلہ، مرزائی سمیلن، مرزائی میلہ استھل، مرزائیوں کی سالانہ سبھا، کادیان میں مرزائیوں کا سالانہ میلا لگتا ہے
۳۵	محمد خالد، محمد احمد، عبد اللہ، عبدالرحیم وغیرہ	صرف خالد	خالد مرزائی، شری احمد مرزائی، عبدو مرزائی، ظفرو مرزائی، رحیم مرزائی
۳۶	دعاء دعا مانگی	پراتھنا	مرزائیوں نے منتر پڑھ کر پراتھنا کی،
۳۷	السلام علیکم کی جگہ کہا جائے	آداب یا	ھداکم اللہ، اللہ تمھیں ہدایت دے۔
۳۸	قربانی	بلیدان،	مرزائیوں نے بلیدان کیا، بلیدان چڑھایا
۳۹	ذبیحہ، جانور ذبح کیا گیا	کاٹا گیا	مرزائیوں نے جانور کاٹا، مرزائیوں کا کاٹا ہوا مردار جانور
۴۰	نکاح	شادی، بیاہ	ایک مرزائی کی شادی دوسرے مرزائی سے ہوئی
۴۱	خطاب، بیان، واعظ	بھاشن	مرزائی نے اپنے بھاشن میں یہ کہا، ایک جگہ مرزائیوں کا بھاشن ہوا

☆☆☆

جناب عاصی کرنالی مرحوم

حبیب الرحمٰن بٹالوی

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انھیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

بیس جنوری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات، کوئی چار بجے شام، شالیمار کالونی سے ایک شاگرد کا ٹیلیفون آیا کہ ابھی ابھی مسجد سے اعلان سنا ہے ''عاصی کرنالی صاحب انتقال کر گئے ہیں۔'' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دل کو ایک دھچکا سا لگا۔ دُکھ اور صدمے سے کوئی بات نہ کر سکا۔ ابھی دو ہفتے پہلے تو اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ پھر ایک دن فون پر بات ہوئی۔ آپ نے اتنا ضرور بتایا کہ بائیں بازو میں بل آ گیا ہے، ہلکا درد ہے۔ یہ تو خیال بھی نہیں تھا کہ دو دن بعد وہ ہم سے روٹھ کر دور، بہت دور چلے جائیں گے کہ جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ بے لوث چاہت، سرپرستی، پیار، محبت، شفقت، خلوص، ہمدردی کا یہ تعلق آنِ واحد میں ختم ہو جائے گا۔ علم وادب کا ایک بہتا ہوا دریا ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔ موت اُنھیں ہم سے یوں چھین کر لے جائے گی۔

دشت و در میں ، بحر میں ، قلزم میں ویرانے میں موت
کلبۂ افلاس میں ، دولت کے کاشانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں !
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

۱۹۶۸ء میں، مَیں لاہور سے ملتان آیا تو جن ادبی، مذہبی اور علمی شخصیات سے ملاقاتیں، میری زندگی کی متاعِ عزیز ٹھہریں، اُن میں جناب عاصی کرنالی مرحوم بھی شامل ہیں۔ تقریباً بیالیس سال پہلے، استادِ گرامی، کسی کام کے سلسلے میں تعلیمی بورڈ ملتان کے دفتر تشریف لائے۔ صاف ستھرے، اجلے اجلے، سرخ وسفید رنگت، کشادہ پیشانی، خوش گفتار ایسے کہ جی چاہتا وہ بولتے رہیں اور آدمی سُنتا رہے، پینٹ شرٹ میں ملبوس، ایک چھوٹا سا وجود کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں ایک عبقری دماغ چھپا رکھا تھا۔ پھر دفتر میں اکثر ملاقات رہی۔ کبھی کبھار مَیں اُن کی اقامت گاہ پر حاضری کی خواہش کا اظہار کرتا تو کہتے:

چلو چلو میرے گھر تک مگر نہیں ، ٹھہرو
مجھے خیال اب آیا ، میرا تو گھر ہی نہیں

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب وہ گلگشت کالونی میں گول باغ کے قریب، کرائے کے ایک مکان میں رہائش پذیر

تھے۔ اُس دوران وہ ولایت حسین کالج ملتان میں لیکچرار تھے۔ میں نے اپنے تیسرے ایم اے کے لیے، فارسی زبان وادب کا انتخاب کیا تو استاد کی مشفقانہ رہبری قدم قدم پر میرے ساتھ رہی۔ ایک دن فرمانے لگے۔ میرے دروازے آپ کے لیے ہر وقت کھلے ہیں مگر آپ کے قریب ”نواں شہر“ میں میرے اُستاد جناب ذکی پانی پتی قیام پذیر ہیں، اُن کے ہاں چلے جایا کریں۔ یوں استاد کی وساطت سے مجھے اُستادِ گرامی ذکی پانی پتی سے تعلقِ خاطر کا شرف حاصل ہوا۔

جنابِ عاصی کرنالی کی طبیعت کا ایک پہلو بڑا پرکشش تھا کہ دشمن بھی مدِ مقابل ہوتو وہ تہذیب وظرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اُن کی بے نفسی، بے غرضی اور منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ ملتان کے ابتدائی دنوں میں میری سکونت محلّہ امیر آباد میں تھی۔ ارد گرد کھیت ہی کھیت تھے۔ ایک دن استاد کہنے لگے ”میں آؤں گا“۔ شام کو کیا دیکھتا ہوں کہ استاد کھیتوں میں سے اپنا ”ویسپا“ گھسیٹتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اللہ ...... اللہ کہاں ایک صاحبِ قدر و منزلت شخصیت اور کہاں بندۂ ناچیز! ۔ میں پانی پانی...... بار احسان تلے دبے جارہا تھا۔

ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان کے میگزین ”خبرنامہ“ کی ادارت تیرہ سال تک میرے پاس رہی۔ جناب چیئرمین نے کہا کسی ایسی ادبی ہستی کی سرپرستی چاہیے جو مضامین کی نوک پلک سنوار سکے۔ میں نے کہا ”جنابِ عاصی کرنالی“ اس مقصد کے لیے موزوں رہیں گے۔ چیئرمین نے اُن کے نام کی منظوری دے دی۔ ایک عرصہ تک استاد ”خبرنامہ“ ملتان بورڈ کے مدیرِ اعلیٰ کے طور پر اعزازی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ باقی یہ ایک الگ ہے کہ کچھ بونے قد کے لوگ اپنی اندرونی خباثت کی تسکین کے لیے استاد کے درپے رہے کہ استاد کو اُن کی سال ہا سال کی خدمات کے صلے میں کوئی مشاہرہ تو کُجا، اعترافِ خدمت کی کوئی سند بھی جاری نہ کی گئی۔ میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ نظم ونثر کی درستی کے دوران، استاد نے تحریری مواد کو قابلِ اشاعت بنانے میں میری سرپرستی ہی نہیں کی بلکہ مجھے بہت کچھ سکھایا بھی۔ میں نے تو اُن کے طرزِ تکلّم سے بہت کچھ اخذ کیا۔ میری کئی غلطیوں کی اصلاح ہوئی اور اس سلسلے میں اُنھوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا کہ وہ ایک قادر الکلام شاعر، خوبصورت افسانہ نگار، منفرد ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاد بھی تھے۔

بطور پرنسپل ریٹائر ہونے کے بعد ”اردو حمد ونعت پر فارسی شعری روایت کا اثر“ کے عنوان پر آپ کا تحقیقاتی مقالہ شائع ہوا۔ آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازا گیا۔ آپ نے اپنے اس مقالے میں انتہائی قیمتی معلومات، بہت سی پتے کی باتیں، بڑی عرق ریزی کے ساتھ یک جا کر دی ہیں۔ اس کا مقدمہ اپنی جگہ خاصے کی چیز ہے۔ جگن ناتھ آزاد سے لے کر حفیظ تائب اور حضرتِ حسّان بن ثابتؓ سے لے کر مظفر وارثی تک ہر زبان وادب کی نمائندگی کے حوالے سے آپ کا یہ مقالہ ایک جامع اور بھرپور حیثیت کا حامل ہے۔ استاد نے بڑے دُکھ کے ساتھ یہ بات بتائی کہ ایک صاحب اُن سے ملنے آئے۔ کہنے لگے: ”آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد یہ محنت کی ہے، وقت ضائع کیا ہے یہی آپ سروس کے دوران کرتے تو کئی ہزار ماہانہ کا فائدہ ہوتا۔ آپ کو ایڈوانس ترقیاں ملتیں۔“ استاد لوگوں کی اس پست سوچ کا ماتم کررہے تھے کہ لوگ ہر چیز کو مادیت کے ترازو میں تولتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں نے حمد ونعت کے علاوہ اب

تک جو کچھ لکھا ہے، وقت ضائع کیا ہے، عمر کا ایک حصّہ برباد کیا ہے۔

جنابِ عاصی کرنالی ۱۹۲۷ء میں کرنال میں پیدا ہوئے۔ آٹھویں کلاس میں تھے کہ ’’مسلم لیگ‘‘ کے عنوان سے ایک نظم کہی اور مولانا ظفر علی خاں کو ارسال کر دی۔ اُنھوں نے روز نامہ ’’زمیندار‘‘ کے سرورق پر شائع کی۔ ایک اور نظم جو غالباً جہاد کے موضوع پر تھی، سکول کے ایک جلسے میں پڑھی۔ سکول کے ایک استاد نے، اُن سے وہ نظم لے کر ’’رہتک‘‘ کے ایک اخبار میں اپنے نام سے شائع کرا دی۔

شاعری میں جنابِ عاصی کرنالی کا کوئی باقاعدہ استاذ نہیں۔ اُن کے اپنے قول کے مطابق، اُنھوں نے جناب احسان دانش اور جنابِ ماہر القادری کی بس دو چار اصلاحیں قبول کی ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ کوئی ایک کیفیت دو اشخاص پر ایک ہی انداز میں وارد نہیں ہوسکتی۔ ابتدا میں آپ نے افسانے لکھے جو زیادہ تر ماہنامہ ’’بیسویں صدی‘‘ دہلی میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد انیس ہے، جن میں شعری مجموعے، افسانے، طنز و مزاح، سفر نامے اور تنقید و تحقیق کے موضوعات پر کتب شامل ہیں۔ دو دفعہ آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ برّصغیر کے نامور شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو اردو زبان و ادب پر ایک سند کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کے کلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے مقصدیت کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آپ کے فن اور شخصیت پر، یونیورسٹی سطح پر، کئی تحقیقاتی مقالے لکھے گئے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اور شعر و ادب سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ انتقال کے وقت بھی اُن کے نعتیہ مجموعہ کی کتاب ’’آوازِ دل‘‘ اُن کے سرہانے پڑی تھی۔

ساغر یہی لکھا ہے کتابِ حیات میں
حق آشنا جو ہوتے ہیں ہوتے عجیب ہیں

☆☆☆

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● **تذ کارِ بگو یہ (جلد دوم) ۱۹۴۵ء تا ۱۹۷۵ء**

مؤلف: ڈاکٹر صاحبزادہ انوار احمد بگوی　　ضخامت: ۹۲۴ صفحات　　قیمت: ۸۰۰ روپے

ناشر: مجلس مرکزیہ حزب الانصار، جامع مسجد بگو یہ بھیرہ، ضلع سرگودھا۔ ۶۹۔۷۵۴۶۷۵۔۰۳۰۰، ۷۹۰۸۴۷۔۰۴۸

مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ (ضلع سرگودھا) خاندانِ بگو یہ کے علماء و مشائخ کی قدیم یادگار ہے۔ بھیرہ، بھلوال کی سب تحصیل ہونے کے باوجود تاریخی اہمیت کا حاصل ہے۔ اسی طرح مجلس حزب الانصار بھی اپنی علمی و تحقیقی اور دینی وسیاسی خدمات کے حوالے سے متحدہ پنجاب کی تاریخ کا زریں باب ہے۔ یعنی بھیرہ اور مجلس حزب الانصار لازم و ملزوم ہیں۔ دارالعلوم عزیزیہ، عظیم الشان تاریخی لائبریری اور ماہنامہ شمس الاسلام اسی سلسلے کی روشن کرنیں ہیں۔

تذکارِ بگو یہ کی ضخیم جلد اوّل اہلِ علم و تحقیق سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہے اور اب گرامی قدر ڈاکٹر صاحبزادہ انوار احمد بگوی نے جلد دوم شائع کر کے اپنے عظیم روحانی و علمی خاندان کے احوال و آثار اور خدمات کو مدوّن و مرتب کر دیا ہے بلکہ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۷۵ء تک کی علمی، سیاسی اور دینی تحریکات، ان سے وابستہ شخصیات، واقعات، دینی و سیاسی جماعتوں کا کردار اور مجلس حزب الانصار کی خدمات کا تذکرہ نہایت تفصیل اور تحقیق سے کیا ہے۔

تمام مکاتب فکر کے ۳۳ علماء نے مجلس دستور ساز پاکستان کے لیے ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۳ء اپنے مختلف اجلاسوں میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں اسلامی مملکت کے دستور کے ضمن میں دستور کے بنیادی اصول متفقہ طور پر مرتب کیے جو ۲۲ نکات کے نام سے معروف ہوئے۔ حالانکہ یہ ۲۳ نکات تھے۔ ۲۳ واں نکتہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق تھا جسے اجلاس کے آخر میں بطور ضمیمہ کے شامل کیا گیا تھا۔ کتاب کے صفحہ ۳۵۲ پر یہ تیئیسواں نکتہ درج ہو جاتا تو ایک تاریخی قرارداد محفوظ ہو جاتی۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قادیانی مسئلہ کے صفحہ ۸۱، ۸۲ پر اسے درج کیا ہے۔ صفحہ ۳۵۳ پر ۳۱ علماء کے اسماء درج ہیں جب کہ دو اہم نام مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا دین محمد رحمۃ اللہ علیہ درج نہ ہو سکے۔ مذکورہ دونوں بزرگ اجلاس میں تو شریک نہ ہو سکے تاہم بعد میں انھوں نے مسودہ پر دستخط کر دیے۔ صفحہ ۳۵۴ پر سرکاری تقاریب میں تلاوت قرآن و ترجمہ اور نعت خوانی کے فروغ کے ضمن میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کو آنجہانی ضیاء الحق لکھنا افسوس ناک ہے۔ ضیاء الحق کی پالیسیوں اور اقتدار پر ناجائز قبضے کو تو غلط کہا جا سکتا ہے اور سخت سے سخت تنقید بھی کی جا سکتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ضیاء الحق غیر مسلم تھے؟ ہمارے بعض سیاست دانوں کے کرتوت اور قومی جرائم اتنے بڑے ہیں کہ ضیاء الحق کو بھی مات دے گئے ہیں۔ کیا انھیں بھی آنجہانی لکھا جا سکتا ہے؟

صفحہ ۴۲۰ پر ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت کے ضمن میں ''کل پاکستان مجلس عمل'' کے زیرِعنوان جن شخصیات اور جماعتوں کی فہرست دی گئی ہے اس میں تیسرے نمبر پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہما کو مجلس تحفظ ختمِ نبوت کا نمائندہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ اسی صفحہ پر جن جماعتوں کو دعوت نامے جاری کیے گئے ان کی فہرست میں چوتھے نمبر پر مجلس احرارِ اسلام کا نام درج ہے۔ فاضل مؤلف صاحبزادہ انوار احمد بگوی صاحب کے پیشِ نظر غالباً صرف مولانا اللہ وسایا کی کتاب تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء ہے اور درج شدہ تفصیل کا واحد حوالہ بھی یہی کتاب ہے۔ یہ بات تاریخی طور پر غلط ہے۔ دونوں بزرگوں نے مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کی تھی۔ مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ستمبر ۱۹۵۴ء میں تحریک کے بعد قائم ہوئی۔ ۲۳ نکات کے حوالے سے ہونے والے اجلاس میں بھی مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرارِ اسلام کے نمائندے کے طور پر شریک ہوئے۔ (صفحہ ۳۵۳، تذکارِ بگویہ)

مجموعی طور پر کتاب ایک عہد کی زریں تاریخ ہے اور مؤلف محترم نے بڑی عرق ریزی کر کے بکھرے ہوئے مواد کو یک جا کر دیا ہے۔ شخصیات، تحریکات اور جماعتوں کے ذکر میں کسی بخل اور تعصب سے کام نہیں لیا اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ امید ہے کہ موصوف، راقم کے نقد کو بھی محبت سے قبول فرمائیں گے اور آئندہ اشاعت میں تصحیح کا اہتمام فرمائیں گے۔

● شیخ المشائخ نمبر (مجلّہ صفدر گجرات)

مرتب: سرفراز حسن خان حمزہ　　ضخامت: ۸۷۶　　قیمت: ۵۰۰

ناشر: مظہریہ دار المطالعہ، مدرسہ حیات النبی گجرات

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے علمی و روحانی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ مدتوں پُر نہیں ہوگا۔ اکابر کے تذکرہ و یادگاری سے بھی نفع اور فیض ملتا ہے۔ جو قومیں اپنے اسلاف کو یاد رکھتی ہیں کامیاب و کامران ہوتی ہیں اور جو فراموش کرتی ہیں وہ نہ صرف ناکام و نامراد ہوتی ہیں بلکہ نفع و نقصان کے شعور سے بھی محروم ہو جاتی ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اُن برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے زندگی بھر ایک لمحے کے لیے بھی اپنے اکابر و اسلاف سے نسبت و تعلق کو کمزور نہیں ہونے دیا۔ اُن کی شخصیت میں اپنے استاد حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں اپنے مربی و مرشد حضرت مولانا احمد خان قدس سرہٗ اور حضرت مولانا عبداللہ نور اللہ مرقدہٗ کے علم و عمل اور سیرت و کردار کا نورانی عکس موجود تھا۔

عزیز محترم مولوی سرفراز حسن خان حمزہ سلمہٗ ایک باہمت، پُرعزم اور صالح نوجوان ہیں۔ وہ امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ ''مجلّہ صفدر'' اپنے دادا کے نام پر شروع کیا اور پہلا شمارہ ''شیخ المشائخ نمبر'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ دس ابواب پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح و افکار کو بڑی محنت سے جمع کیا گیا ہے۔ ''مجلّہ صفدر'' حضرت خواجہ صاحب پر شائع ہونے والے جرائد و رسائل کے خصوصی نمبروں میں منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ آغاز میں مجلّہ صفدر کی مناسبت سے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے

سوانحی حالات پر مشتمل مضمون بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز محترم کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

● **ختم نبوت نمبر (ماہنامہ ''مسیحائی'')**

مدیرِ اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری　ضخامت: ۱۰۸۸ صفحات　قیمت: ۴۵۰ (اشاعتِ خاص)

ملنے کا پتہ: بی۔۱۹۷، اے بلاک، شارع بابر نارتھ ناظم آباد، کراچی۔۷۴۷۰۰

عقیدۂ ختم نبوت تمام اسلامی عقائد کی بنیاد اور اساس ہے۔ اور اسی لیے دشمنان دین کی کارروائیوں کا نشانہ بھی نسبتاً زیادہ بنتا ہے۔ چنانچہ دُزدانِ متاع نبوت کی تاریخ بھی وہیں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے خود مخالفت دین کی کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علمائے حق نے امت میں شعوری طور پر اس مسئلے کے افہام و اظہار کو اپنا وظیفۂ حیات بنائے رکھا۔ برّ صغیر پاک و ہند بھی اس سلسلے میں پیچھے نہیں رہا۔ یہاں ایک کذاب اشرّ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اساطین اسلام نے اپنی توانائیوں اور وسائل کی پوری جمع پونجی اس کج نہاد کی سرکوبی میں صرف کر دی۔ لیکن برِ صغیر کے اس دجال اعظم کا معاملہ اپنے پیشروؤں سے تھوڑا سا مختلف ہے۔ اور وہ ایسے کہ اس کا ظہور ایک باقاعدہ اور منظّم سازش کے نتیجے میں ہوا، نیز ایک ایسے وقت میں یہ فتنہ رونما ہوا جب بد قسمتی سے امت اپنے ذاتی نظامِ حکومت سے محروم ہو چکی تھی۔ چنانچہ بدترین اعدائے اسلام کی حمایت و سر پرستی میں اس فتنے کو ذرا زیادہ ہی پر پُرزے نکالنے کا موقع ملا۔ البتہ حامیانِ دین نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی جدوجہد کو بہر طور جاری رکھا اور کئی اہم سنگِ میل طے کیے۔ منزل اگرچہ ابھی بھی راہروانِ عشق کے قدم چومنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

محترم مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری عشق کے اسی قافلۂ بلا خیز کے ایک رکنِ رکین بھی ہیں اور حدی خواں بھی۔ آپ کراچی سے شائع ہونے والے ایک موقر دینی ماہنامہ ''مسیحائی'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ اُن کی تحریروں سے دین کا کام کرنے والوں کو عزمِ مصمم، جہدِ پیہم اور امید واثق کا درس ملتا ہے۔ جوامت کی زبوں حالی پر مضطرب اذہان وقلوب کے حق میں مسیحائی کا ہی کام کرتا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں اُنھوں نے احیائے دین کی عملی کوششوں کو ہی اپنا نظریۂ حیات بنا رکھا ہے۔

زیر تبصرہ شمارہ، ختم نبوت کے مقدس و محترم موضوع پر مشتمل ہے۔ سرورق پر درج اپنے سرنامے ''نقیب اتحاد ملت اسلامیہ'' کے ثبوت میں امت کے ہر مکتبۂ فکر کی نمائندہ تحریر دیکھ کر خوشگوار حیرت محسوس ہوتی ہے کہ تحریروں کے انتخاب میں کسی قسم کے تعصّب کو روا نہیں رکھا گیا۔ ۱۰۸۸ صفحات پر مشتمل اس ضخیم دستاویز کے لکھنے والوں کے صرف نام درج کرنا ہی خاصا طولِ نفس مانگتا ہے۔ موضوعات کا احاطہ نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ البتہ پروف اور ترتیب میں بہت بہتری کی گنجائش ہے۔ اسی طرح طباعت کا معیار بھی خاصا مناسب ہے۔ کاغذ اور جلد بندی بھی مزید توجہ کی متقاضی ہیں۔ بحیثیت مجموعی یہ شمارہ اس قابل ہے کہ اس کے بارے میں وہ روایتی جملہ کہا جا سکے کہ ''اس کتاب کا مطالعہ آپ کو لائبریریوں سے بے نیاز کر دے گا۔

● **شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کی ڈائریاں**

مرتبہ: مولانا خلیل احمد　ضخامت: ۵۰۳　قیمت: ۳۰۰　ناشر: خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میاں والی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب کے عظیم روحانی بزرگ تھے۔ اُن کے وجود سے

بلاشبہ ہزاروں مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح ہوئی۔ وہ بہ ظاہر ایک کامل صوفی تھے لیکن اُن کی نظر تمام معاملات پر تھی۔ تحریر وتقریر کے آدمی نہ تھے۔ مگر اُن کی گفتگو میں متانت وسنجیدگی اور تحریر میں حُسن اور سادگی تھی۔ نپے تلے محتاط جملے اُن کی شخصیت کا طرۂ امتیاز تھا۔

زیر تبصرہ کتاب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ۱۹۶۲ء سے ۲۰۰۱ء تک ڈائریوں کی تفصیل ہے۔ چالیس سالہ ڈائریوں میں بظاہر کوئی مضمون آفرینی نہیں ہے، صرف معمولات یومیہ کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن چالیس برسوں میں وہ کہاں کہاں تشریف لے گئے، کن کن لوگوں سے ملے، کن موضوعات اور عنوانات پر گفتگو اور مشاورت ہوئی، کن کن تحریکوں میں حصہ لیا اور اُن کے کیا نتائج نکلے، حج وعمرہ کے اسفار، حرمین شریفین میں ان کے معمولات، ادب واحترام کے قرینے اور ایسے کتنے ہی عنوانات ہیں جو قاری کے لیے دلچسپی کا ساماں پیدا کرتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہٗ نے یہ مواد شائع کر کے نہ صرف اپنے عظیم والد اور ہمارے شیخ ومربی کے معمولات کو محفوظ کر دیا ہے بلکہ ایک عہد اور ایک تاریخ سے نژادِ نو کو روشناس کرایا ہے۔ **(تبصرہ: عین الزمان عادل)**

● یادگار تحریریں:

مرتب: حافظ اسحاق ملتانی ضخامت: ۵۵۹ ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ۔ ملتان

یادگار تحریریں جناب محمد اسحاق صاحب کی وہ کاوش ہے جس پر انھیں شاباش دینے کو جی چاہتا ہے۔ ساڑھے تیرہ سال پہلے دو جلدوں میں شائع ہونے والی یہ کتاب اب ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوّارہ ملتان نے ایک جلد میں شائع کی ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ سادہ مگر دیدہ زیب سرورق اس کتاب کی ظاہری خوبصورتی کے لیے کافی ہیں۔ مؤلف نے برصغیر کے مجلّات، اخبارات میں بکھرے ہوئے اکابر علمائے دیو بند کے مضامین کو کتابی شکل میں سامنے لانے کے لیے ہندوستان کی کئی لائبریریوں میں جانے کی مشقت اٹھائی۔ کتاب کے شروع میں ممتاز اہلِ علم کے عکس ہائے تحریر، پڑھنے والوں کو ایک خاص احساس اور کیفیت سے ہم آہنگ کر دیتے ہیں۔ یہ خزانہ عقیدت مندوں کے ہاتھ ایک ہی جگہ پر شاید ہی اس سے پہلے لگا ہو۔ کتاب میں بعض بزرگوں کے مکتوبات ہیں اور بعض کے مذہبی، علمی اور ادبی مضامین، ایک ہی جست میں قاری کو برسوں پیچھے شاندار ماضی میں لے جاتے ہیں۔ اور وہاں مطالعہ کرنے والا کبھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ اٹھاتا ہے تو کبھی قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور مولانا انظر شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نثر پاروں سے تو کتاب کا دوسرا حصہ مہک رہا ہے۔ باقی بزرگوں کے تبرکات کا تو شمار ہی کیا۔

۵۵۹ صفحات کی یہ کتاب دیر تک اہلِ علم کی علمی وادبی پیاس بجھاتی رہے گی۔ (تبصرہ: محمد عابد مسعود ڈوگر)

☆☆☆

ادارہ

اخبار الاحرار

گستاخ رسول کومعاف کرنے کا حق حکمرانوں کے پاس نہیں۔حکمران ناموس رسالت کے حوالے سے امریکہ اور برطانیہ کی خوشنودی کے لیے کسی بھی تبدیلی یا سازش سے باز رہیں: قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

(جلال پور پیروالا، رپورٹ: محمد طلحہ جامی نقشبندی) حرمت رسول کا تحفظ ایمان کا حصہ ہے گستاخ رسول کو معاف کرنے کا حق حکمرانوں کے پاس نہیں قانون رسالت کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکستان کا ہر شخص قانون رسالت کا تحفظ جان کی بازی لگا کر کرے گا۔ گستاخ کو سزا ضرور ملنی چاہیے۔ گورنر پنجاب بھی قصوروار ہیں صلیبی و یہودی منظم سازشوں کے تحت جان بوجھ کر قرآن مجید کی بے حرمتی، رحمت عالم صلی اللہ علیہ کی شان میں گستاخیاں اور اسلامی شعائر کی توہین کر رہے ہیں حکمران ناموس رسالت اور ختم نبوت کے حوالہ سے امریکہ یورپ کی خوشنودی کے لیے کسی بھی تبدیلی یا سازش سے باز رہیں۔ ان خیالات کا اظہار قائد احرار ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پرہجوم پریس کانفرنس سے کیا۔ پریس کانفرنس میں قاری عبدالرحیم فاروقی، محمد مروان فاروقی، محمد طلحہ، محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی، حافظ محمد محسن، شفیق الرحمٰن و دیگر جماعتی احباب کی موجودگی میں قائد احرار نے کہا کہ ناموس رسالت ایکٹ کو ختم یا تبدیل کیا گیا تو ملک کا بچہ بچہ جان کی بازی لگا کر تحفظ کرے گا۔ گستاخ رسول آسیہ مسیح کو کڑی سزا دی جائے۔ حکمرانوں کو سزا میں کمی یا تخفیف کا اختیار نہیں۔ پی پی پی مشرف کی پالیسیوں کو ختم کرے توہین رسالت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔ حرمت رسول ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

گھروں میں دین داخل نہ ہوا تو ہماری اولادیں دین سے محروم ہو جائیں گی۔ غیروں کی پیروی کرنے سے مسلمانوں کی دنیا میں ناکامی کا سامنا ہے اور آخرت بھی تباہ ہوگی: ابن امیر شریعت قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری

(کلروالی نمائندہ خصوصی) ۸ر دسمبر بروز بدھ بستی کلروالی تحصیل جلالپور پیروالا میں ملک اللہ بخش لانگ کی دعوت پر قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری تشریف لائے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مسلمانوں کی مشکلات کا سبب اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرنا اور دین سے دوری ہے ابدی کامیابی دنیا کے حصول سے نہیں بلکہ شریعت محمدی پر عمل کرنے سے ہی ملے گی ہمارے مسائل کا حل قرآن وسنت میں ہے۔ آج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کو پس پشت ڈال کر غیروں کے احکام پر عمل پیرا ہیں اس وجہ سے دنیا میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور آخرت میں بھی ناکامی ہوگی۔ کیونکہ اصل کامیابی اللہ کے دین پر عمل کرنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اس سے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور

سکون وچین حاصل ہوتا ہے قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاءالمہیمن بخاری نے مزید کہا کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سروں پر کفن باندھ کر سڑکوں پر آ جائیں گے۔توہین رسالت ایکٹ میں ترمیم کی گئی تو مجلس احرار اسلام ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی تاریخ دہرائے گی۔ گستاخ رسول آسیہ مسیح کو عدالتی فیصلے کے مطابق سزا دی جائے توہین رسالت ایکٹ ختم کرنے اور آسیہ مسیح کی سزا معاف کرنے کی کوششوں کے خلاف پورے ملک میں احتجاج کیا جائے گا۔مغرب کے پروردہ حقوق انسانی کی نام نہاد این جی اوز امریکہ کی نوکری پکی کرنے کے لیے توہین رسالت ایکٹ کے خلاف بیان بازی سے باز رہیں۔رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا موت پر پوری مسلم امہ کا اجماع ہے۔اس سزا میں کمی کے لیے توہین رسالت ایکٹ میں کسی قسم کی ترمیم کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۶رجنوری) مجلس احرارِ اسلام ساہیوال ڈویژن میں جدید رُکنیت ومعاونت سازی کا کام تیزی سے جاری ہے۔جماعت کے سنئیر کارکن مولانا محمد صفدر عباس،حکیم محمد قاسم اور قاضی عبدالقدیر احباب سے رابطہ کر کے تنظیم سازی کر رہے ہیں، حافظ محمد عابد مسعود نے چیچہ وطنی دفتر سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں علاقائی کارکنوں سے کہا ہے کہ وہ مقررہ مدت کے اندر اندر تنظیم سازی کے عمل کو دستور کے مطابق مکمل کریں اور جماعت کی دعوت کو عام کرنے میں تمام تر وسائل کو بروئے کار لائیں۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۶ردسمبر) تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ختم نبوت سٹوڈنٹس جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے تعاون سے ’’تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ ریلی نکالی گئی ریلی کے اختتام پر چیچہ وطنی پریس کلب کے سامنے زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جہاں تحریک کے صدر ملک محمد آصف، جنرل سیکرٹری مرزا محمد صہیب ،سیکرٹری اطلاعات محمد قاسم چیمہ،رانا یوسف آزاد اور دیگر نے خطاب کیا اس ریلی کی سرپرستی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور مسجدِ عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد نے کی۔تفصیلات کے مطابق ریلی جامع مسجد سے شروع ہوئی تو شرکاءِ ریلی نے قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور حکمرانوں کے خلاف بڑے بڑے بینرز اور پلے کارڈز اٹھار کھے تھے محمد ہمارے...... بڑی شان والے، گستاخ رسول کی سزا...... موت ہے، غلامی رسول میں...... موت بھی قبول ہے۔گورنر پنجاب......مردہ باد، قادیانیت مردہ باد، ختمِ نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے شرکاء جامع مسجد روڈ سے اوکانوالہ روڈ پر پہنچے متعدد شرکاء نے تحریک طلباء اسلام کے سرخ پرچم بھی اٹھار کھے تھے اوکانوالہ روڈ پر کئی مقامات پر شہریوں نے ریلی کے شرکاء پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں جلوس تحریکِ طلباءِ اسلام کے نائب صدر محمد جنید احرار، قاری محمد سدید اور محمد رمضان جلوی کی قیادت میں جب چیچہ وطنی پریس کلب پہنچا تو تمام صحافی تنظیموں اور صحافیوں نے پر جوش خیر مقدم کیا پریس کلب کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا گیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۶؍دسمبر) مرکز سراجیہ کے زیراہتمام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا (ہڑپہ) میں خانقاہ سراجیہ کے متوسلین و متعلقین کا ایک اجتماع حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند صاحبزادہ مولانا رشید احمد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے رہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، ممتاز سکالر اور مصنف محمد متین خالد، مولانا محبوب الحسن لاہور، مفتی مسعود الحسن، قاری سعید احمد، محمد فضل شاہ، محمد رمضان بھگیلا اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے متوسلین پوری دنیا میں ایک مثبت کردار ادا کر رہے ہیں مقررین نے کہا کہ خانقاہوں اور دینی درس گاہوں نے دینی تحریکوں کے لئے رجال کار مہیا کئے لوگوں کی جہالت دور کر کے اُن کو علم کے نور سے منور کیا مقررین نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کو سرکاری وسائل سے سپریم کورٹ بار کا صدر بنوانا ”آسیہ مسیح“ کو سنائی جانے والی عدالتی سزا ختم کروانے کے لئے عدالتی نظام کو بائی پاس کر کے ۲۹۵۔سی کے خلاف مہم بنانا ایک ہی ایجنڈے کے تحت ہو رہا ہے اسلامیانِ پاکستان کسی طرح بھی قانون ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین ختم نہیں ہونے دیں گے اجتماع کے مقررین نے اپیل کی کہ تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق ۳۱؍دسمبر کو ملک میں مکمل ہڑتال کی جائے شرکاء اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر ہڑتال کی مکمل تائید کا اظہار کیا اجتماع میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر، وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی، شیری رحمٰن کے خلاف سخت نعرے بازی کی گئی شرکاء اجتماع نے اِس عزم کا اظہار کیا کہ تحریک ختم نبوت کو جاری رکھنے اور قادیانیوں اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور قائد تحریک ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے گا۔ اجتماع میں حضرت استاد احمد دین رحمتہ اللہ علیہ کی علاقے کے لئے دینی و روحانی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور لوگوں سے اپیل کی گئی کہ وہ عقیدے کی درستگی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے صحیح العقیدہ بزرگانِ دینی تحریکوں اور خانقاہوں سے اپنا روحانی تعلق مضبوط کریں۔

قادیانیوں کا سالانہ جلسہ زبردست ناکامی سے دوچار

قادیان میں تین روزہ جلسے کے پنڈال میں لگی کرسیاں آدھے سے زیادہ خالی رہیں

قادیانیوں نے خانہ پوری کے لیے دوسرے مذاہب کے رہنماؤں کو مدعو کر لیا۔ مجلس احرار اسلام

کراچی (نمائندہ خصوصی) قادیان سے اطلاعات کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا تین روزہ سالانہ جلسہ بری طرح ناکام ہو گیا۔ اور پنڈال میں شرکاء کی شرکت دکھانے کے لیے لگائی گئی کرسیاں آدھی سے زیادہ خالی نظر آئیں۔ ان دنوں قادیان میں جاری سالانہ تین روزہ جلسے میں غیر متوقع طور پر حاضری نہایت کم رہی۔ قادیانیوں کی زبردست کوششوں کے باوجود قرب وجوار کے دیہات اور شہروں سے لوگوں نے شرکت نہیں کی بلکہ انھوں نے جلسے میں شرکت سے انکار کر دیا۔ لدھیانہ

میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفتر سے موصولہ اطلاعات کے مطابق قادیانی اب اپنی ارتدادی سرگرمیوں کے لیے دیگر ذرائع استعمال کررہے ہیں۔احرار اسلام ہند کے ترجمان کے مطابق حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے آپ کو (عالمی جماعت احمدیہ) کہنے والے قادیانی جلسہ گاہ میں ایک ہزار افراد کو بھی نہیں لا پا رہے۔ حالانکہ قادیانی سربراہ دعوے کرتے ہیں کہ ان کی جماعت میں کروڑوں افراد شامل ہیں ذرائع کے مطابق قادیانی مختلف مذاہب کے مذہبی رہنماؤں کو سننے کے لیے قادیانی جلسے میں آئیں گے۔قادیانوں کی اس ناکامی پر مجلس احرار اسلام ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کہا یہ سب شہدائے ختمِ نبوت کی قربانیوں اور احرار کارکنوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔(۳۱؍دسمبر ۲۰۱۰ء، روزنامہ اسلام لاہور)

قوم توہین رسالت قانون میں تبدیلی برداشت نہیں کرے گی (سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۳۱؍دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قوم نے ۲۴ دسمبر کو ملک گیر احتجاجی مظاہروں اور ۳۱ دسمبر کو کامیاب ہڑتال کر کے حکمرانوں کو پیغام دے دیا ہے کہ قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کی جائے گی۔ حکمران نوشتۂ دیوار پڑھ لیں اگر قانون میں کوئی تبدیلی کی گئی یا اسے غیر مؤثر کرنے کی کوشش کی گئی تو حکومت باقی نہیں رہے گی۔ مرکز احرار دارِ بنی ہاشم میں ایک بڑے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ صدر اور وزیر اعظم وضاحت کریں اور قومی اسمبلی میں توہینِ رسالت قانون کے خلاف پیش کیا جانے والا شیری بل واپس لیا جائے۔

انھوں نے کہا کہ اسمبلی میں اگر کوئی غلط فیصلہ کیا گیا تو پورے ملک کے انتخابی حلقوں میں ارکانِ اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے گا۔قانون میں کوئی ترمیم یا تبدیلی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔حکمران امریکی ایجنڈے کے مطابق سازشی سیاست کررہے ہیں تحفظِ ناموس رسالت قانون پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جب تک حکومت وضاحت نہیں کرتی تحریک جاری رہے گی۔اور آئندہ آنے والے دنوں میں تحریک شدت اختیار کر جائے گی۔انھوں نے کہا کہ اگر قانون میں کوئی تغیر وتبدل کیا گیا تو ملک میں انارکی اور خانہ جنگی پیدا ہوگی اور لوگ فیصلے خود کریں گے۔انھوں نے مزید کہا کہ چناب نگر (ربوہ) پاکستان کا شہر ہے اس کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی سازش کی جارہی ہے یہ ملک وملت کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے حکومت اس کا نوٹس لے۔

☆☆☆

بورے والا (یکم جنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ یکم جنوری کو بورے والا تشریف لائے اور احباب جماعت کے ہمراہ بورے والا پریس کلب میں تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی تازہ ترین صورتحال کے حوالے سے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور صحافیوں کے سوالات کے جواب دیے اُسی رات قائد احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی بورے والا تشریف لائے اور مدرسہ ختم نبوت میں احباب جماعت سے ملاقات کے بعد چیچہ وطنی تشریف لے گئے۔

☆☆☆

عاصمہ جہانگیر کی ہرزہ سرائی اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہے: مجلس احرار اسلام

پورے ملک میں رضا کارانہ ہڑتال ہوئی، مذہبی جماعتوں نے کسی شہر میں زبردستی دکانیں بند نہیں کرائیں: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (نیوز رپورٹر) متحدہ تحریک ختم نبوت کی رابطہ کمیٹی کے کنوینز اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدر عاصمہ جہانگیر کے علماء کرام کے خلاف بیان کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحریک تحفظ ناموس رسالت کی اپیل پر جمعہ کے روز پورے ملک میں رضا کارانہ طور پر تاریخی ہڑتال کی گئی، مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے کارکنان نے کسی بھی شہر میں زبردستی دکانیں بند نہیں کرائیں، ملک بھر میں کامیاب شٹر ڈاؤن ہڑتال ناموس رسالت ایکٹ میں ترمیم کی کوششوں کے خلاف عوامی ریفرنڈم ثابت ہوئی، سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی خاتون صدر کا یہ کہنا کہ ''علما سڑکوں پر دہشت گردی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ڈرا دھمکا کر دکانیں بند کراتے ہیں'' حقائق سے نظریں چرانے کی کوشش ہے ان کا کہنا تھا کہ وفاقی شرعی عدالت اپنے فیصلہ میں ناموس رسالت ایکٹ کو انسانی حقوق کے مطابق قرار دے چکی ہے اس حوالے سے عاصمہ جہانگیر کی ہرزہ سرائی اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہو سکتی ہے، انھوں نے مزید کہا حدود قوانین کے حوالے سے شروع کی گئی خطرناک مہم کو بند نہ کیا گیا تو ہر پلیٹ فارم پر مزاحمت جاری رہے گی۔ (روزنامہ اسلام، ۳رجنوری ۲۰۱۱ء)

تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے دینی جماعتوں کی جدّ وجہد جاری رہے گی۔ (سید عطاء المہیمن بخاری)

لاہور (۵رجنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب کے قتل کے واقعہ کے اصل محرکات اور ملک ممتاز قادری میں پیدا ہونے والے ردِ عمل کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۹۵۔سی) کے خلاف بین الاقوامی دباؤ اور حکمرانوں کی کفر نوازی کے خلاف دینی جماعتوں کی جدوجہد جاری رہے گی۔ ہمارا ہدف یہ ہے کہ اقوامِ متحدہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے احترام کی بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کرے اور توہین کا حق مانگنے والوں اور توہین کرنے والوں کی سرپرستوں کا راستہ روکے۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ سے ہمارے مؤقف کو تقویت ملی ہے کہ قانون کی عمل داری کو یقینی بنایا جائے اور قانون شکنی کو روکا جائے تاکہ کوئی قانون کو ہاتھ میں نہ لے اور قانون اور عدالتوں کو بائی پاس کر کے اپنی مرضی کو مسلط کرنے کا رجحان ختم ہو۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، حافظ محمد عابد مسعود، یاسر عبدالقیوم نے کہا ہے کہ ۲۹۵۔سی کو کالا قانون کہہ کر جس شدت پسندی کا مظاہرہ کیا گیا تھا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا ان رہنماؤں نے کہا کہ یہ قانون اسلامیان پاکستان کے عقیدے کا مظہر ہے جس کی منظوری پارلیمنٹ نے دی اور وفاقی شرعی عدالت اس کی توثیق کر چکی ہے اور اسے اِنسانی حقوق کے عین مطابق قرار دے چکی ہے انہوں نے اِنسانی حقوق کی بعض تنظیموں اور دیگر شخصیات کی طرف سے اِس قانون کے خلاف منفی پراپگنڈے کو مسترد کیا اور کہا کہ جن وجوہات کی بنا پر یکطرفہ پراپگنڈہ ہو رہا ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ قانون کی عمل داری کو اس قدر یقینی بنایا

دیا جائے کہ قانون کو ہاتھ میں لینے یا قانون اور عدالتوں پر اثر انداز ہونے کا تأثر ختم ہو۔

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مُہم پارلیمنٹ کے فیصلہ سے انحراف ہے: متحدہ تحریک ختم نبوت وفاقی شرعی عدالت ۲۹۵۔سی کی توثیق کر چکی ہے، مقتدر شخصیات توہین رسالت اور توہین عدالت سے مکمل احتراز نہیں کریں گی تو لوگ قانون کو خود ہاتھ میں لیں گے، پاکستان شریعت محمدیہ کے نام پر معرض وجود میں آیا اور اسی کے نفاذ سے اس کی بقاء ممکن ہے، مولانا عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی، عبداللطیف خالد چیمہ

ملتان (۷رجنوری) متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت نے کہا ہے کہ قانونِ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کمپین پارلیمنٹ کے فیصلے سے انحراف ہے۔ مقتدر شخصیات توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہینِ عدالت سے مکمل احتراز نہیں کریں گی تو لوگ قانون کو خود ہاتھ میں لیں گے۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت کے مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ، مجلس احرارِ اسلام کے رہنما سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ، جمعیت علماءِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جماعتِ اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، تنظیم اسلامی کے رہنما مرزا محمد ایوب بیگ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما رانا محمد شفیق پسروری اور کئی دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر اپنے اپنے خطابات و بیانات میں کہا کہ ملک ممتاز قادری کے ہاتھوں گورنر پنجاب کا قتل اُن کے انتہا پسندانہ بیانات کا شدید ردِّ عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور اسی کے نفاذ سے اس کی بقا ممکن ہے۔ انھوں نے کہا کہ آئین اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ اِن رہنماؤں نے کہا کہ سیکولر انتہاء پسندی نے ملک کو دہشت گردی اور انارکی کی طرف دھکیلا ہے۔ سیکولر انتہا پسند اپنے رویوں پر نظرِ ثانی کریں اور کائنات کی سب سے محترم ترین ہستی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کا حق مانگنا انسانیت کو ظلم کی طرف دھکیلنے والی بات ہے ریاست اپنے فرائض کو سمجھے اور حکومت اپنے دریدہ دہن وزیروں کو لگام ڈالے۔

پاکستان میں اسلام دشمنوں اور تاریک نہاد روشن خیالوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے: مولانا عبدالرحیم نیاز مجلس احرار اسلام کا بچہ بچہ ناموس رسالت کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہے: مولانا کریم اللہ

چوک ظاہر پیر (نامہ نگار) مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے نائب امیر مولانا عبدالرحیم نیاز اور ضلعی ناظم نشر و اشاعت مولانا کریم اللہ نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اس کے لیے اسلام کے شہداؤں نے جان و عزت کی قربانی دی یہ ملک ہی میں پاکستانی حکومت سے ناموس رسالت قانون ختم کرنے کا مطالبہ کیا تھا، جس پر تمام مسلم ممالک کا ردِّعمل سامنے آیا اور مصر نے احتجاج کے طور پر ویٹی کن سٹی سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا۔ (روزنامہ اسلام، جمعرات ۱۳رجنوری ۲۰۱۱ء)

پوپ کا بیان پاکستان کے داخلی معاملات میں جارحانہ مخالفت ہے حکمران آئین اور حلف کی پاسداری کریں، سیکولر فاشسٹ اپنی زبانوں کو لگام دیں

ملتان (۱۴رجنوری) تحریک ناموس رسالت کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ پوپ کا بیان پاکستان کے اندرونی معاملات میں جارحانہ مداخلت ہے۔حکمران اس کی مذمت کریں۔ایم ڈی اے چوک پر ایک بڑے احتجاجی مظاہرے سے مجلس احرارِ اسلام کے قائد سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران آئین اور حلف کی پاسداری کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا مظاہرہ کریں۔انھوں نے کہا کہ قانونِ تحفظ ناموس رسالت اور آئین کی اسلامی دفعات کو چھیڑا گیا تو ملک میں انارکی پھیلے گی۔

وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ قاری حنیف جالندھری نے کہا کہ وزیر اعظم اسمبلی کے فلور پر پالیسی بیان دیں اور اعلان کریں کہ آئندہ کبھی اسلامی قوانین کے خلاف کوئی ترمیم نہیں لائی جائے گی۔شیری رحمٰن اپنا بل واپس لے اور اسمبلی اُسے مسترد کرے۔شہباز بھٹی کی سربراہی میں قائم جائزہ کمیٹی ختم کی جائے۔انھوں نے کہا کہ ہمارے مطالبات کی منظوری تک تحریک جاری رہے گی۔۳۰رجنوری کو لاہور کا جلسہ تاریخ ساز اور فیصلہ کن ہوگا۔

جمعیت علماءِ پاکستان کے مفتی ہدایت اللہ پسروری نے کہا کہ مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کے لیے پوری قوم میدان میں نکل آئے گی۔مجلس احرارِ اسلام کے رہنما سید کفیل بخاری نے کہا کہ حکمران سیکولر انتہا پسندی کا راستہ روکیں اور سیکولر فاشسٹ اپنی زبانوں کو لگام دیں۔انھوں نے کہا کہ حکمران قوم کو تقسیم نہ کریں ورنہ ملک میں خانہ جنگی ہوگی۔احتجاجی مظاہرے سے جمعیت علماء اسلام کے قاری عبدالرؤف، جماعتِ اسلامی کے کلیم صدیقی، جمعیت اہل حدیث کے عبدالرحیم گجر، محمد ایوب مغل، مولانا عبدالحق مجاہد، مسلم لیگ فنکشنل کے اشرف قریشی اور پاور لومز ایسوسی ایشن کے محمد یوسف انصاری، تحریک طلباء اسلام کے سید صبیح الحسن ہمدانی، عطاء المنان بخاری، محمد نعمان، علی مردان قریشی، فرحان الحق اور حافظ اخلاق احمد نے خطاب کیا۔

سیکولر انتہا پسندی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا ناموس رسالت قانون کی آڑ میں سیکولر انتہا پسندی کو فروغ دیا جا رہا ہے پاکستان کا اسلامی تشخص پامال نہیں ہونے دیں گے: سید محمد کفیل بخاری

ملتان (نیوز رپورٹر) تحریک تحفظ ناموس رسالت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید کفیل شاہ بخاری نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت قانون کی آڑ میں سیکولر انتہا پسندی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔سلمان تاثیر کا قتل بھی سیکولر انتہا پسندی کا ہی شاخسانہ ہے سیکولر طبقہ طے شدہ دینی مسائل کو آئین سے ختم کرانا چاہتا ہے اسلامی قوانین کو متنازعہ بنا کر ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے انھوں نے کہا کہ مشاہد حسین کا بیان ریکارڈ پر ہے جس میں انھوں نے کہا تھا کہ حدود آرڈیننس کے بعد ناموس رسالت ایکٹ میں ترمیم کرائیں گے۔سید کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ حکمران طبقہ اسلامی قوانین کو چھیڑنے سے باز رہے انھوں نے کہا کہ پاکستان کا اسلامی تشخص پامال نہیں ہونے دیں گے۔سید کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ سیکولر انتہا پسندی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔(روزنامہ اسلام، جمعۃ المبارک ۱۴رجنوری ۲۰۱۱ء)

پاکستان کی نظریاتی اساس کو ہر صورت قائم رکھیں گے: سید کفیل بخاری

اسلام ہی قومی وحدت اور امن وسلامتی کا مضبوط ذریعہ ہے، ظاہر پیر میں اجتماعات سے خطاب

چوک ظاہر پیر (نامہ نگار) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے ظاہر پیر اور غازی پور میں احرار کارکنوں اور مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیکولر انتہا پسند قوم کو تقسیم کر رہے ہیں۔ دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والے پاکستان کی نظریاتی اساس اور شناخت کو تبدیل کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام ہی قومی وحدت اور امن و سلامتی کا مضبوط ذریعہ ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اساس تبدیل کی گئی تو ملک اپنے قیام کا جواز کھو بیٹھے گا۔ انھوں نے کہا کہ قانون توہین رسالت کے حوالے سے حکمران گول مول باتیں کر رہے ہیں جب تک اسمبلی کے فلور پر وزیر اعظم پالیسی بیان جاری نہیں کرتے تحریک جاری رہے گی۔ انھوں نے کہا کہ شیری رحمٰن اپنا بل واپس لے اور اقلیتی وزیر شہباز بھٹی کی سربراہی میں قائم کمیٹی ختم کی جائے۔ (روزنامہ اسلام، ۱۸؍جنوری ۲۰۱۱ء)

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۱؍جنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ یورپی پارلیمنٹ کا قرارداد کے ذریعے صدرِ پاکستان سے مطالبہ ''کہ توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جرم میں سزائے موت کی منتظر ''آسیہ مسیح'' کی سزا معاف کر کے اسے فوری رہا کیا جائے'' پاکستان کے اندرونی و مذہبی معاملات میں جارحانہ مداخلت ہے انہوں نے کہا کہ یورپی پارلیمنٹ کی طرف سے آسیہ مسیح کی رہائی کے لئے صدر زرداری پر زور دینا بین الاقوامی سطح پر امت مُسلمہ کے جذبات کا احترام نہ کرنے اور مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے مترادف ہے کراچی کے دورے سے واپسی پر اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حکومت عالمی ایجنڈے کو مسترد کرے اور قومی اسمبلی اور پارلیمنٹ میں یہ قرارداد لائے کہ قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کبھی قرارداد نہیں لائی جائے گی اور اس قانون کے خلاف کمپین پر پابندی عائد کی جائے انہوں نے کہا کہ حکومت ''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' کے مترادف رویہ اپنائے ہوئے ہے پوری دنیا کو یاد رکھنا چاہیے کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور بھی پوری انسانیت کی توہین ہے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ کراچی کے حالات سدھارنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ امن و امان کے حوالے سے تمام فیصلے قانون کی بالادستی کی روشنی میں کئے جائیں اور قانون کی عمل داری کے لئے سیاسی وابستگی کو بالائے طاق رکھا جائے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ فوزیہ وہاب اگر پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات ہیں تو وہ کہہ رہی ہیں کہ اس قانون میں ترمیم ہوگی! انھوں نے کہا کہ حکومت منافقت ترک کرے اور بھٹو مرحوم کے تحفظ ختمِ نبوت کے کردار سے روگردانی نہ کرے عبداللطیف خالد چیمہ نے جامعہ الازہر مصر کی جانب سے پوپ کی طرف سے اسلام بارے نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر ویٹی کن سے بین المذاہب مذاکرات ختم کرنے کے اعلان و فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو عالمی امن کے لئے شعوری کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اسلام و مسلم دشمنی کا افسوس ناک رویہ ترک کر دینا چاہیے ورنہ ردِ عمل اپنا راستہ خود بناتا ہے۔

ناموسِ رسالت کے تحفظ کا اعلان اسمبلی کے فلور پر کیا جائے ☆ پاکستان کی نظریاتی اساس تبدیل کی گئی

تو ملک اپنے قیام کا جواز کھودے گا۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام تحفظ ناموسِ رسالت سیمینار سے امیر احرار و دیگر کا خطاب

لاہور (۲۳؍جنوری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ وزیر اعظم، قانونِ ناموس رسالت آئین کی تمام اسلامی دفعات کی حفاظت کا اعلان اسمبلی کے فلور پر کریں۔ وہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام لاہور پریس کلب میں کل جماعتی تحفظ ناموس رسالت سیمینار سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ حکمران امریکی ایجنڈے پر عمل کرنے کی بجائے قرآنی دستور پر عمل کریں، پاکستان کی نظریاتی اساس کو تبدیل کیا گیا تو ملک اپنے قیام کا جواز کھودے گا۔ غیور مسلمان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل قاری محمد زوار بہادر نے کہا کہ آئین پر عمل نہ کیا گیا تو قوم کا ہر فرد غازی ممتاز قادری بن جائے گا۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ پاکستان کے سیکولر انتہا پسند ملک میں فاشزم کو فروغ دے رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا سیف الدین سیف نے کہا کہ تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پر امن آئینی تحریک اپنے مقاصد کے حصول تک جاری رہے گی۔ جماعت اہلحدیث کے سربراہ مولانا عبدالغفار روپڑی نے کہا کہ حکومت تحریک ناموس رسالت کے تمام مطالبات فوری تسلیم کرلے، ۳۰؍جنوری کو لاہور کی ریلی حکمرانوں کی نیندیں حرام کردے گی۔ اہل سنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے۔ اتحاد العلماء کے رہنما مولانا سید محمود فاروقی نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت کے لیے کراچی سے خیبر تک پوری قوم متحد ہوچکی ہے جس کا مظاہرہ وہ کراچی کے بعد اب ۳۰؍جنوری کو لاہور میں کرے گی جے یو پی پنجاب کے صدر مفتی سید عاشق حسین نے کہا کہ قانون ناموس رسالت اور شاتم رسول آسیہ مسیح کے سزا کے خلاف پوپ کی ہرزہ سرائی اور یورپی پارلیمنٹ کے اسلام دشمن مطالبے کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی دینی و اسلامی غیرت پر کھلا حملہ اور بین الاقوامی قانون کی دھجیاں اڑانے کے مترادف ہے۔ ورلڈ پاسبانِ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ علامہ ممتاز اعوان نے کہا کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ اپنے خون سے کرینگے۔ اے پی سی تحفظ ناموس رسالت سیمینار سے مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما پروفیسر خالد شبیر احمد، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار تحریک ختم نبوت کے سرپرست مولانا انعام الحق، جمعیت علماء اسلام کے حضرت مولانا محبّ النبی، پی ڈی پی (علماء ونگ) کے صدر قاری محمد حنیف ربانی، خاکسار تحریک کے مرکزی رہنما محمد ریاض خاکی، متحدہ اہلحدیث کے سیکرٹری محمد نعیم بادشاہ اور حافظ شعیب الرحمٰن سمیت علامہ یونس ریحان، قاری محمد قاسم، محمد یاسر عبدالقیوم، رانا حبیب اللہ، خالد محسن نثار اللہ دتہ مجاہد و دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کی۔ اے پی سی سیمینار میں پاس کی گئی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی تحریک ناموس رسالت کے مطالبات فوراً تسلیم کریں۔ شیری رحمٰن پارلیمنٹ میں پیش کردہ اپنا بل واپس لے۔ اقلیتی وزیر شہباز بھٹی کی سربراہی میں قائم کردہ جائزہ کمیٹی

فوری تحلیل کی جائے اور وزیر اعظم ناموس رسالت ایکٹ سے متعلق بیرونی دباؤ کو یکسر مسترد کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی ترمیم نہ کرنے کا واضح اعلان کریں۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ کا دورۂ کراچی

کراچی (رپورٹ: محمد شفیع الرحمٰن) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ ۱۳ر جنوری ۲۰۱۱ء کو ایک ہفتے کے دورے پر کراچی پہنچے چیچہ وطنی جماعت کے سنیئر کارکن قاضی عبدالقدیر اُن کے ہمراہ تھے کراچی جماعت کے کارکنوں اور مختلف احباب نے ڈِرگ روڈ ریلوے اسٹیشن پر اُن کا پُر تپاک استقبال اور خیر مقدم کیا وہ ماڈل کالونی ملیر میں جناب محمود احمد کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور مختلف مقامات سے علماء کرام اور احبابِ جماعت رات گئے تک ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے جماعت اور احباب نے محترم چیمہ صاحب کی آمد پر ''تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور موجودہ صورتحال'' کے حوالے سے متعدد پروگرام ترتیب دے رکھے تھے اُن کی آمد کے بعد اجتماعات میں اضافہ ہوتا گیا اور اخبارات واشتہارات کے ذریعے پروگراموں کی تشہیر ہوتی رہی ۱۴ر جنوری کو انہوں نے نماز جمعتہ المبارک سے قبل جامع مسجد گلشنِ جامی ماڈل کالونی ملیر کراچی میں خطاب کیا یہ علاقہ قادیانی آبادی کی وجہ سے بہت مشہور ہے اِس پروگرام کے داعی مولانا تنویر اقبال اور جناب محمود احمد تھے ''آسیہ مسیح'' کیس کے بعد کی صورتحال پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور گردونواح سے لوگوں نے بھرپور شرکت کی اور لٹریچر بھی خوب تقسیم ہوا بعد ازاں مولانا تنویر اقبال نے اپنے مدرسہ میں ضیافت کا اہتمام کیا جس میں علماء کرام سماجی وسیاسی کارکنوں نے بھی شرکت کی تحریکِ ختمِ نبوت اور تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بڑی مفید گفتگو ہوئی ۱۵ر جنوری کو محترم چیمہ صاحب مولانا محمد احتشام الحق معاویہ اور قاضی عبدالقدیر نے راقم محمد شفیع الرحمٰن کے ہاں ناشتہ کیا بعد ازاں روزنامہ ''جسارت'' کراچی کے پبلشر جناب سید ذاکر علی کی رہائش گاہ پر اُن سے ملاقات کی اور علاقے کے متعدد افراد سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بعد نماز ظہر حضرت مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ کے ادارے مدرسہ اصحاب صفہ تشریف لے گئے اور نمازِ مغرب سے قبل طلباء عزیز سے مختصر خطاب کیا جہاں سے قبل نماز عشاء حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں جامع مسجد غریب نواز یوپی موڑ نیو کراچی پہنچے جہاں عشاء کے بعد تفصیلی بیان ہوا اِس پروگرام کے داعی حضرت مولانا مفتی امیر الدین زاہد اور اُن کے رفقاء کرام تھے ماشاء اللہ بیان کو بے حد پسند کیا گیا بیان کے بعد تاخیر سے جناب مولانا محمد احمد معاویہ کی رہائش گاہ پہنچے اور ان کی ضیافت میں شرکت کی۔ ۱۶ر جنوری کو حضرت مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی جو اِس دورے اور پروگراموں میں بے حد متحرک ومعاون رہے کی خصوصی دعوت پر بعد نماز ظہر محترم ناظم اعلیٰ صاحب جامع مسجد محمدیہ تحفیظ القرآن مہربان ٹاؤن پہنچے جہاں جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا خان محمد ربانی کے علاوہ مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن، مولانا مفتی صغیر احمد، مفتی عبدالستار محمود کوٹی، مفتی اللہ بخش احسان پوری، مولانا مفتی عبدالحق عثمانی، قاری غلام یٰسین شہزاد، قاری منیر احمد، مولانا حبیب الرحمٰن شاہد، مولانا فضل الرحمٰن خطیب مسجد الٰہی، مولانا عاطف محمود اور دیگر حضرات نے شرکت و خطاب کیا بہت سے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں آخر میں چیمہ صاحب کا خطاب ہوا جو نمازِ عصر تک جاری رہا بعد نماز مغرب مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی کی میزبانی میں جامعہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میٹروول سائٹ کراچی میں ''تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے بہت ہی خوبصورت نشست منعقد ہوئی جس میں چیمہ صاحب سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختمِ

نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مجلس احرارِ اسلام کے رہنما مولانا محمد احتشام الحق نے بھی خطاب کیا اپنے مقصد اور افادیت کے اعتبار سے یہ مجلس بہت ہی کامیاب رہی یہاں پر محترم طارق مدنی سمیت کئی دیگر حضرات نے خصوصی شرکت کی بعدازاں تقریباً گیارہ بجے رات جامعہ بنوریہ سائٹ کے میڈیا سیکشن میں بیٹھ کر امریکہ میں جناب عاطف صاحب کی میزبانی میں ایک ریڈیو پروگرام میں عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزائی عقائد کے حوالے سے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

پانچواں پروگرام ۱۷ر جنوری کو بعد نماز مغرب جامع مسجد فاروقیہ مجاہد کالونی ناظم آباد نمبر ۴ میں حضرت مولانا فضل اللہ حمادی کی میزبانی ونگرانی میں منعقد ہُوا بعدازاں حضرت مولانا فضل اللہ حمادی نے مدرسہ ضیاء القرآن حمادیہ میں عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ، جناب الطاف وِرک (روزنامہ اسلام) مولانا وقاص سعید اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ بعدازاں محترم جناب عبداللطیف خالد چیمہ روزنامہ ''امت'' اور ہفت روزہ ''تکبیر'' کے دفتر کا دورہ کیا جہاں محترم یعقوب غزنوی مدیر ہفت روزہ ''تکبیر'' نے خیر مقدم کیا مولانا وقاص سعید بھی ہمراہ تھے محترم یعقوب غزنوی نے محترم سجاد عباسی اور محترم امجد چودھری سے ملاقاتیں کرائیں اور دفتر کے شعبہ جات دکھائے۔ ۱۸ر جنوری کو مولانا وقاص سعید (متعلم دورۂ حدیث شریف) دارالعلوم کراچی کی دعوت پر کچھ وقت کے لئے جامعہ دارالعلوم کورنگی تشریف لے گئے جہاں مولانا فہیم، مولانا عبدالرؤف، مولانا محمد معاویہ اور دیگر طلباء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں وسیع وعریض جدید ترین لائبریری دیکھی قدیم وجدید قبرستانوں میں حاضری دی اور مولانا وقاص سعید کے ہمراہ سندھی مسلم سوسائٹی میں بھائی محمد عبداللہ صدیقی سے ملاقات کے بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق دیگر احباب کے ہمراہ روزنامہ ''اسلام'' کے دفتر پہنچے جہاں مولانا محمد شفیع چترالی، جناب خالد عمران، محمد احمد حافظ اور دیگر نے پُرتپاک استقبال کیا اور دفتر کے شعبہ جات کا تفصیلی دورہ کرایا روزنامہ ''اسلام'' کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد افضل کے دفتر میں ان سے ملاقات کی اور اخبار کی ترقی کے لئے دعا کی بعد نماز مغرب مدرسہ عربیہ سیف الاسلام (ٹرسٹ) کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد کراچی میں تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منعقدہ اجتماع میں شرکت وخطاب کیا اس مدرسہ کے مدیر محترم قاری علی شیر قادری چیمہ صاحب کے اِس سفر میں بہت متحرک رہے یہاں بیان تحریکی و اصلاحی ہُوا اور بہت پسند کیا گیا اجتماع کے بعد پہلے سے طے شدہ نظم کے مطابق کراچی جماعت کا اجلاس چیمہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہُوا اور متفقہ طور پر عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا بعدازاں مولانا محمد احمد معاویہ کی معیت میں ماھنامہ ''مسیحائی'' کراچی کے مدیر مخدوم زادہ جناب احمد خیر الدین انصاری کے عشائیہ میں شرکت کی۔ ۱۹ر جنوری کا سارا دن مختلف مصروفیات میں گزرا مغرب کے بعد مسجد داؤد سائٹ ایریا کراچی میں مولانا محمد احتشام الحق کی الوداعی ضیافت میں شرکت کے بعد احباب نے کراچی کینٹ کے ریلوے اسٹیشن سے اُن کو الوداع کیا حالیہ تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بیداری اور جماعت کے تعارف و تنظیم سازی کے حوالے سے یہ دورہ اِنتہائی کامیاب رہا حضرت مولانا مفتی ھارون مطیع اللہ، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، قاری علی شیر قادری، مولانا محمد احمد معاویہ، مولانا وقاص سعید، مولانا تنویر اقبال، جناب محمود احمد اور دیگر حضرات واحباب نے دورے کو کامیاب اور بامقصد بنانے کے لئے بے پناہ تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ نے چیمہ صاحب کو وصف عطا فرمایا ہے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کے عادی ہیں اور عمومی طور پر وقت ضائع کیے بغیر اپنی دُھن سے کام میں لگے رہتے ہیں اِن

چند دنوں میں ہم نے اُن سے بہت کچھ سیکھا! اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ اپنے خاص کرم کا معاملہ فرمائیں (آمین)

ناموس رسالت قانون کے مخالفین کو یورپی فنڈنگ کا انکشاف

رکن ممالک پاکستان میں ''معتدل'' حلقوں کی اصولی اور مالی معاونت جاری رکھیں

یورپی پارلیمنٹ میں قرارداد منظور۔ ملعونہ آسیہ کی رہائی کے لیے دباؤ

اسٹراس برگ (امت نیوز) یورپی ممالک ناموس رسالت قانون کے مخالفین کی مالی معاونت کر رہے ہیں۔ برطانوی نشریاتی ادارے کے مطابق یہ انکشاف کسی اور نے نہیں خود یورپی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد کی منظوری کے دوران کیا، جس میں رکن ممالک کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان ''معتدل'' حلقوں کی اصولی اور مالی معاونت جاری رکھیں جو پاکستان میں انسانی حقوق کے فروغ اور توہینِ رسالت کے قانون کے خاتمے کے لیے کوشاں ہیں۔ یورپی پارلیمان نے توہینِ رسالت کی مجرمہ ملعونہ آسیہ کی رہائی کے لیے بھی دباؤ بڑھاتے ہوئے صدر آصف علی زرداری سے مطالبہ کیا کہ وہ آئین میں دیے گئے صدارتی اختیار کا استعمال کرتے ہوئے توہین رسالت کے الزام میں موت کی سزا پانے والی عیسائی خاتون آسیہ بی بی کی سزا کو معاف کر دیں۔

بی بی سی نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ اسٹراسبرگ میں دو دن کی بحث کے بعد یورپی پارلیمنٹ نے دو الگ قراردادیں منظور کیں۔ ایک قرارداد کے ذریعے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے ملزم کو ملنے والی حمایت، وکلاء کی طرف سے ممتاز قادری پر گل پاشی، اور مذہبی جماعتوں کی طرف سے گورنر سلمان تاثیر کے قتل کو جائز قرار دینے پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ پاکستان کو مذہبی آزادی اور رواداری کے ان تمام قومی اور بین الاقوامی معاہدوں اور قراردادوں کی یاد دہانی کرائی گئی جن کی وہ توثیق کر چکا ہے۔ نیز آئین پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق آرٹیکل کا حوالہ دیتے ہوئے زور دیا گیا کہ حکومت پاکستان اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ یورپی پارلیمنٹ نے توہین رسالت کے قانون پر جامع نظر ثانی کے علاوہ صدر آصف علی زرداری سے مطالبہ کیا کہ وہ آئین میں دیے گئے صدارتی اختیار کا استعمال کرتے ہوئے توہین رسالت کے الزام میں موت کی سزا پانے والی عیسائی خاتون آسیہ بی بی کی سزا کو معاف کر دیں۔ قرارداد میں حکومت پاکستان کی طرف سے شدت پسندی کو روکنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کی حمایت کرتے ہوئے سیکورٹی فورسز اور عدلیہ کے بعض حصوں اور سیاسی طبقے کی جانب سے مذہبی انتہا پسندوں کی حمایت پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ قرارداد میں سیکورٹی اداروں میں شدت پسندوں کی موجودگی کا واویلا کرتے ہوئے کہا گیا کہ پاکستانی حکومت سیکورٹی اداروں کو ان عناصر سے پاک کرے۔ یورپی پارلیمان نے حکومت کے منظور شدہ تعلیمی نصاب کو بھی کڑی تنقید کا نشانہ بنایا اور الزام لگایا کہ اس میں دیگر مذہب کے خلاف اشتعال انگیز پروپیگنڈا شامل ہے۔ اپنی دوسری قرارداد میں یورپی پارلیمنٹ نے مصر، نائیجیریا، پاکستان، فلپائن، قبرص، ایران اور عراق میں عیسائیوں پر ہونے والے حملوں کی مذمت کی اور مطالبہ کیا گیا کہ ۳۱ ؍جنوری کو یورپی یونین کی کمیٹی برائے خارجہ امور بھی عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور ان کی مذہبی آزادی کے احترام پر بحث کرے۔ یورپی یونین کی امور خارجہ کی سربراہ کیتھرین ایشٹن نے کہا کہ عالمی برادری کو مذہب کے نام پر تفریق کے سامنے ڈٹنا پڑے گا اور انتہا پسندی کا بہترین جواب، مذہب و عقائد کی آزادی کا عالمگیر معیار ہے۔ ایشٹن کا کہنا تھا کہ یورپی یونین دنیا بھر میں عیسائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں نظریں نہیں پھیرے گی۔ (۲۲ ؍جنوری ۲۰۱۱ء، روزنامہ ''امت'' کراچی)

انتخابات مجالسِ احرار اسلام پاکستان

گڑھاموڑ

سرپرست: حاجی محمد یوسف (۹۶۔ چک)

امیر: ماسٹر محمد اقبال (۹۶۔ چک)

ناظم: حافظ محمد امین (۱۰۰۔ چک)

ناظم نشر واشاعت: حافظ گوہر علی (۸۶۔ چک)، صوفی ربنواز

کراچی

مجلس احرارِ اسلام کراچی کی مجلس شوریٰ کا انتخابی و تنظیمی اجلاس مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں مدرسہ عربیہ سیف الاسلام (ٹرسٹ) کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد کراچی میں منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی امیر، قاری علی شیر قادری نائب امیر، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ کو ناظم، محمد شفیع الرحمٰن سیکرٹری اطلاعات اور مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کو اسسٹنٹ سیکرٹری اطلاعات منتخب کیا گیا اجلاس میں امن وامان کے حوالے سے گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔

اوکاڑہ

مورخہ ۱۴؍جنوری ۲۰۱۱ء کو مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے کارکنان کا اجلاس سابقہ نائب صدر چودھری خالد علی صاحب کی زیرِصدارت ہوا۔ جس میں متفقہ فیصلہ سے انتخاب ہوا۔ مندرجہ ذیل حضرات کو امیر، نائب امیر، جنرل سیکرٹری اور دیگر عہدوں پر مقرر کیا گیا۔

(۱) شیخ نسیم الصباح ''صدر''

(۲) چودھری خالد علی صاحب ''نائب صدر''

(۳) شیخ مظہر سعید صاحب ''سیکرٹری جنرل''

(۴) جناب غلام دستگیر صاحب ''ڈپٹی سیکرٹری''

(۵) جناب سیف اللہ صاحب ''سیکرٹری نشر واشاعت''

تمام کارکنان نے منشور مجلس احرار اسلام پر چلنے کا عہد کیا اور دعا کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

کلورکوٹ

مجلس احرار اسلام کلورکوٹ کا اجلاس مورخہ ۲۵؍جنوری ۲۰۱۱ء کو مدرسہ نورِ ہدایت کلورکوٹ میں منعقد ہوا جس کی صدارت حافظ محمد سالم ضلعی امیر نے کی۔ اجلاس میں ان حضرات کو متفقہ فیصلہ سے منتخب کیا گیا۔

(۱) حافظ محمد سالم صاحب ''امیر''

(۲) تنویر احمد سونا ''نائب امیر''

(۳) خوشی محمد ''جنرل سیکرٹری''

(۴)　محمد اقبال ''سیکرٹری نشرواشاعت''

(۵)　ناصر بھائی ''خزانچی''

حاصل پور

مجلسِ احرار اسلام حاصل پور کے کارکنوں کا اجلاس ۱۶ جنوری ۲۰۱۱ء کو جناب ابوسفیان محمد اشرف تائب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں ابوسفیان محمد اشرف تائب کو سرپرست، مولانا محمد زمان کو امیر، رانا محمد افضل اور حافظ محمد ہارون کو نائب امراء، حافظ محمد اسمٰعیل کو ناظم اعلیٰ، مہر محمد مشتاق کو نائب ناظم، محمد نعیم ناصر کو ناظم نشرواشاعت، خالد حسین اور حافظ محمد مغیرہ کو نائب ناظم نشرواشاعت منتخب کیا گیا۔

فقرشاہ، میلسی

۲۸ جنوری ۲۰۱۱ء کو مجلس احرار اسلام حلقہ فقرشاہ تحصیل میلسی کے کارکنوں کا انتخابی اجلاس حافظ محمد اکرم احرار کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد بخش کو امیر محمد عارف کو ناظم اور ماسٹر منظور احمد کو ناظم نشرواشاعت طے کیا گیا۔

☆☆☆

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات نیز تمام خواتین وحضرات کے لیے

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم وپیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں • ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- ایس ایم ایس کے ذریعے اپنا نام و پتہ بھیج کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

داخلہ جاری ہے

آغاز　یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ　جنوری ۲۰۱۱ء

رابطہ　دفتر مجلس احرار اسلام　مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)
0300-5780390,0300-4716780

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، انتقال ۲۲ر جنوری ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ
- چیچہ وطنی جماعت کے قدیم کارکن حکیم عبدالستار (چک نمبر ۱۱۳-۱۲-ایل) ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو انتقال فرما گئے نماز جنازہ ۱۷ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو قاری محمد قاسم نے پڑھائی۔
- سیالکوٹ کے معروف بزرگ عالم دین حکیم عبدالواحد کے بھائی پروفیسر عبدالجبار ۲۰ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو انتقال فرما گئے۔
- قاری محمد اصغر عثمانی جھنگ کے برادرِ بزرگ محمد اشرف ۲۷ر نومبر ۲۰۱۰ء ہفتہ کو انتقال فرما گئے نماز جنازہ جامعہ محمودیہ جھنگ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم نے پڑھائی۔ عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد منظور احمد، صوفی محمد علی، حافظ محمد علی، مولانا عبدالغفار سیال نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حافظ محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے دوسری نماز جنازہ (موضع اصحابہ) میں شرکت کی اور تعزیت کا اظہار کیا
- مجلس تحفظ ختمِ نبوت بیلجئم کے نائب امیر ملک محمد افضل کے سُسر ڈاکٹر ممتاز علی اکبر ۸۷ سال کی عمر میں اسلام آباد میں انتقال فرما گئے جناب عبدالرحمٰن باوا اور عبداللطیف خالد چیمہ نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔
- چیچہ وطنی میں ہمارے مہربان حافظ محمد اشرف (مدینہ منورہ والے) کے بھائی (فوجی) محمد حسین انتقال فرما گئے۔
- مدرسہ معمورہ مہر پور ضلع مظفر گڑھ کے منتظم قاری عبدالرزاق ارشد کے چچا حافظ غلام حسین جکھڑ (سابق سالار مجلس احرار اسلام علاقہ مہر پور ضلع مظفر گڑھ) انتقال دسمبر ۲۰۱۰
- مدرسہ معمورہ ملتان کے استاذ مولانا محمد حسنین صاحب کے والد شیخ گلزار احمد ۲۱ر جنوری ۲۰۱۱ء کو انتقال فرما گئے۔
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن نذیر بٹالوی مرحوم انتقال ۱۷ر جنوری ۲۰۱۱ء نماز جنازہ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی۔ سید محمد کفیل بخاری، صوفی نذیر احمد اور دیگر احرار کارکنوں نے کثیر تعداد میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔
- ملتان میں ہمارے قدیم رفیق اور ممتاز تاجر رہنما جناب عطاء الرحمٰن انصاری۔ انتقال ۱۷ر جنوری ۲۰۱۱ء
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن شیخ بشیر احمد مرحوم کی اہلیہ اور شیخ محمد معاویہ کی والدہ انتقال فرما گئیں۔
- ممتاز ادیب، شاعر اور نقاد پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی۔ انتقال ۲۰ر جنوری ۲۰۱۱ء
- کمالیہ جماعت کے قدیم ترین ساتھی اور انتہائی مخلص وہردلعزیز شخصیت حافظ محمد صدیق (خطیب جامع مسجد مکیہ) نواز چوک کمالیہ ۲۶ر اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ایک بس حادثہ میں شدید زخمی ہوئے نشتر اور ہسپتال ملتان میں زیر علاج رہے۔ یکم نومبر ۲۰۱۰ء کو انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا محمد ارشاد مدظلہٗ نے پڑھائی نماز جنازہ سے قبل سید محمد کفیل بخاری نے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد اسماعیل، مولانا منظور احمد، عبدالکریم قمر اور دیگر ساتھیوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کا اظہار کیا حلقۂ یاراں میں حافظ صاحب کی کمی محسوس کی جاتی رہے گی۔

- ممتاز قانون دان، جسٹس (ر) نذیر احمد غازی کی والدہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

احباب وقارئین سے تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت وایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

دعائے صحت

- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ چند ہفتوں سے علیل ہیں۔
- والدہ ماجدہ عبداللطیف خالد چیمہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)
- تحریک طلباءِ اسلام پاکستان کے بانی ناظم اعلیٰ جناب پروفیسر محمد عباس نجمی گزشتہ چند ماہ سے شدید علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد بشیر چغتائی علیل ہیں۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر حافظ محمد فاروق طویل عرصہ سے علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن شیخ حسین اختر لدھیانوی عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
- ہمشیرہ حافظ عبدالوحید، ٹوبہ ٹیک سنگھ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر چودھری محمد اکرام ان دنوں علیل ہیں۔
- ماہنامہ ''نقیبِ ختمِ نبوت'' ملتان کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے فرزند محمد کاشف گزشتہ چند روز سے علیل ہیں۔

احباب وقارئین کی خدمت دعاءِ صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
24 فروری 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھے درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

ترسیل زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3017-2 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 010-3017-2 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

وقت کے تقاضوں کی تکمیل...

ہمدرد ایک صدی سے زیادہ نہ صرف آپ کے دُکھ اور تکلیف میں فرحت و تسکین بخش رہا ہے بلکہ آپ کا ہمدم اور خیر خواہ بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت اور پرورش کے لئے نہایت وسیع اقسام کی ہربل اور طبی مصنوعات موجود ہیں، جو صحت بخش ہونے کے ساتھ شفاء بخش بھی ہیں۔

ہمدرد اس دور کے تقاضوں کی تکمیل، ترقی یافتہ سائنسی طریقوں کی مدد سے کرنے کے لئے سرگرم کار ہے۔

صحتِ انسانی کی بقاء اور بیماریوں کے اس سفر کے ساتھ ساتھ "ہمدرد" نے انسان دوست ادارے کی حیثیت سے تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

Blitz DDB

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2008 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Al-Majeed, Hamdard Centre, Nazimabad No. 3, Karachi-74600, Pakistan. Tel: (+9221) 36616001-4, Fax: (+9221) 36611755, Email: headoffice@hamdard.com.pk,
Website: www.hamdard.com.pk

CARE کیئر

PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ایئر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore